

OUP--43--30-1-71-5 00

Checked 1975

P. G.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 18915 d 13.7

Accession No. 4629

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

وَمَنْ يَتُكِلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

بافضال خدا این زمان زین آت که تکیه بابت می نظیر رقعه دلپذیر سپیدی بخندان بابت نشان سستی

من تصانیف جدید

انشاء کمال بحیران

مولوی غلام امام شهید

بسم الله الرحمن الرحیم قاضی عظیم قاضی فتح محمد قاضی عبدالکریم برادران قاضی ابراهیم صاحب

مطبع فتح الکیم واقع بمعمولی پور سرتیله کار انعمود



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حاکم حقیقی کے احسانوں کا شکر کس زبان سے ادا اور کس قلم سے انا کیجئے کہ
 آدمی کی زبان کو بات چیت رکھائی اور خط کتابت کی حکمت ایسی بتائی کہ
 منزل تک جی کا حال جسے جو چاہے لکھ بھیجے اور دوسرے کو کچھ خبر نہ
 بات بیشک اسی لکھنے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کہ پیام اپنا دلان تک
 پہنچ جاتا ہے جہاں اپنا گزرنہ ہو اور اس کے محبوب پر درود و سلام
 سرخط ہماری آزادی کا ہم تھے اور منشی قضا و قدر سے لکھا لیا اور اگلا
 سیکھ کر خدا نضر و سمجھا موافق ہماری سمجھ کے ہم کو بھی سمجھا یا صلی اللہ
 و اصحابہ وسلم احد اسکے کہتا ہے فقیر غلام امام شہید کہ جب کچ
 دیوانی آلہ آباد سے اکبر آباد آئی اور بندہ بھی جناب فیاض زمان عالیشان
 ادنی اور غریب پروری ان کی زمانے میں مشہور اور عالم ان کے عدا
 محمد، بطر صاحب بہادر کی رفاقت میں آیا تھا

کے بعد نواب عالی جاہ جکی تعریف بیان سے باہر اور قدر دانی میں نہ کوئی اُن کا مثل نہ ہر زمانے میں اُن کے اوصاف کے دب دے سے شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتی ہے اور خلقت انکی اخلاق اور پرورش کے سہارے سے دنیا میں جیتی ہے جہاں میں سخاوت اور ان کی عالمگیر اور عالم میں وسیلہ انکا اکسیر ہے اگر ان کے عمل میں کوئی فریب سے جھوٹ کو سچ کے ساتھ ملائے تو انصاف اُن کا صاف دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دکھائے روشنی اُن کے اقبال کی چاروں طرف ایسی بھیلی ہے کہ چاند کی چاندنی اُس کے سامنے میلی ہے عالم امیر حاتم بنظیر نواب مستطاب جناب ہنزہل جمیں ٹایمس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم پہنچا کہ ایک انشا و مختصر کر لے اسکو سمجھ سکین اور اسے لکھنے پڑھنے کی تعلیم اردو میں تیار ہو ہر چند کہ فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر کسی نظم خواہ شرفارسی کی فرمائش ہوتی تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر تھی لیکن بجالانا حاکم کے حکم کا واجب جانکر اور یہی اوراق لکھ کر اسکے

مقرر کئے اور بہار بحیران اسکا نام رکھا پہلا باب بعضے دستور اور خطوط کے قاعدہ و نئے بیان میں اس میں دو فصلیں ہیں دوسرا باب خط کتابت کے دستورات میں اس میں تین فصلیں ہیں تیسرا باب رقعات میں اس میں چار فصلیں ہیں چوتھا باب دست آویز و نئے حال میں اور ہر ایک کے مثال کہ جاننا اسکا لڑکوں کو ضرور ہے خدا قبول فرماوے اور لڑکوں کو اُسے نفع پہنچاوے پہلا باب نظم اور شعر کے بیان میں اس میں دو فصلیں ہیں چانا جائے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے اسکو کلمہ کہتے ہیں جیسے آنا جانا کھانا پینا زید عمر اور حسین دودھ کلمہ یاد دوسے زیادہ ہوں اسکو کلام کہتے ہیں جیسے زید نے دیکھا اور خالد نے کھانا کھایا پھر یہ کلام دو حال سے خالی نہیں ہے نظم ہوگا خواہ شراب ان دونوں کا بیان دو فصلوں میں لکھ دیتا ہوں پہلی فصل ہر چند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہیں لیکن یہاں سہل سہل باتیں جو سمجھ میں

آئین اور جاننا اسکا مستدیون کو ضرور ہی لکھی جاتی ہیں نظم اس
کلام کو کہتے ہیں جو وزن اور قافیہ رکھتا ہو اگر نہ ایک ہی فقرہ کتنے وزن پر
پایا جاوے تو اسکو مصرعہ کہتے ہیں جیسے مصرعہ دل تیری زلف میں اسیر ہوا
اور اگر دو مصرعہ ہوں تو اسکو شعر اور بیت اور فرد کہتے ہیں جیسے شعر
گلگیرے کاٹ کر سر شمع پروانہ سے شب جلی کٹی کی اور نظم کی دس قسمیں ہیں
غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد مشنوی ترجیع بند مسط متراذغل
لغت میں عورتوں سے بات کرنی اور عورتوں کی باتوں اور عورتوں کے عشق
کی باتوں کو کہتے ہیں اور شاعر غزل اس نظم کو کہتے ہیں جس میں عشق اور محبت
اور معشوق کے حسن اور جمال اور جہانسی کی خلق اور رنج اور وصل کی خوشی کا احوال
انہیں پہلے شعر کے دونوں مصرع کا قافیہ برابر ہوتا ہے اور اسکو مطلع اور
انز کو زیب مطلع اور اخیر کے شعر میں شاعر کا نام جسکو تخلص کہتے ہیں
نکو مقطع کہتے ہیں حال کے شاعر مقطع میں اپنا تخلص ضرور لاتے ہیں
درون کو اسکی کچھ قید نہ تھی اور غزل میں شعر کا مضمون علیحدہ اور مختلف
ہوتا ہے یعنی جائز ہے کہ اگر مطلع میں وصل کا حال باندھیں تو زیب مطلع میں جدائی
کا ملال بیان کریں عربی میں مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی میں مرد کا عشق امر کے
اور بھاکھا میں عورت کا عشق مرد کے ساتھ باندھتے ہیں اور اردو زبان میں اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی
ہے اور اصل تعریف غزل کی یہی ہے کہ اس میں مضمون عشق کا ہو اور اب لوگ
شراب اور کباب اور وعظ اور نصیحت اور معرفت کے مضمون بھی باندھا کرتے
ہیں اور نئی طرح ایک اور بھی نکلی ہے کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق لا
ٹھہر کر کچھ اپنا رشک کچھ اور چھٹیر چھاڑی باتیں لکھتے ہیں اس سے عجیب و غریب
لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا ہے تحقیق کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہیں
ہوتی اور گیارہ سے زیادہ نہیں پر اس زمانہ میں سترہ اور اسیس اور اکیس
بلکہ اس سے زیادہ کہتے ہیں لیکن بعض اگلے شاعر و نکلے نزدیک غزل کی تعداد

سے کم تین شعرا و انتہا پچیس شعر تک ہی مثال اسکی مہر کی تجھ سے توقع تھی سنگم نکلا : موم سمجھے تھے تیرے دل کو سو پتھر نکلا : داغ ہوں رشکِ محبت سے کہ اتنا بیتاب : کسی تکین کے لئے گھر سے تو باہر نکلا : جیتے جی آہ تیرے کوچے سے کوئی نہ پھرا : جو ستم دیدہ راجا کے سومر نہ نکلا : اشک تر قطرہ خونِ لخت جگر بارہ دل : ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا : سینے جانا تھا کھٹے گانو کوئی حرف ای میر : پر تیرا نامہ تو ایک شوق کا دفتر نکلا : قصیدہ لغتِ بین کاڑھے کو کہتے ہیں اور شاعر اس نظم کو قصیدہ کہتے ہیں جبین ایک مطلع خواہ دو مطلع یا اس سے زیادہ ہوں اور شعرا کے پندرہ سے کم ہوں انتہا سترہ شعر تک بعضوں کے نزدیک تعداد اسکی کم سے کم پچیس شعرا و انتہا ایک سو سترہ تک ہی اور عرب کے شاعر یا انو شعر کا بھی قصیدہ لکھتے ہیں اور بعضے فارسی کے شاعر ایک سو بیس شعر قصیدہ کی حد مقرر کرتے ہیں لیکن اب تو اردو اور فارسی کے قصیدہ دودو سو شعر ہوتے ہیں اور قصیدہ میں کچھ اسبات کی قید نہیں ہوتی کہ صرف عشق اور محبت اور معشوق کے حسن اور جمال ہی کا اس میں بیان ہو بلکہ قصیدہ میں کبھی بہار اور گلزار کی تعریف ہوتی ہے تو اسکو بہاریہ اور معشوق کی صفت اور جدائی کے حال میں ہو تو عشقیہ اور گردشِ زمانہ کی شکایت ہو تو حالِ یہ اور اپنی تعریف میں ہو تو فخریہ کہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آخرین جو حرف واقع ہوتا ہے اسی حرف کے ساتھ قصیدہ کو نسبت دیتے ہیں اگر جمیم ہو تو جمیمہ اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمہ کہتے ہیں اور کبھی قصیدہ کا نام اسکے رتبے پر لحاظ کر کے رکھتے ہیں چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ کا نام الہامیہ ہے جسکا ہر ایک شعر صنعت خاص میں لکھا گیا اور دوسرا قصیدہ فارسی شمیمہ ہے جسکے ہر شعر کی ردیف آفتاب ہے اور جس قصیدہ میں دو مطلع سے زیادہ ہوں تو اسکو ذوالمطالع کہتے ہیں اور جب قصیدہ کی ابتدا میں کچھ شعر بہار کے وصف یا زمانہ کی شکایت خواہ عشق اور حسن وغیرہ کے بیان میں لکھے کہ مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مدح

باہجہ جو منظور ہو لکھا جاتے ہیں تو اسکو گریزا و حسن تخلیص کہتے ہیں گریزا اس
 وجہ سے کہ جس بیان کو اصل مطلب کے پہلے شروع کیا وہ ان سے بھاگ کر بدعا
 بیان کرنے لگا اور حسن تخلیص بھی اسی سبب سے کہ جس بیان میں اصل مطلب
 سے پھنس گیا تھا وہ ان سے خوبصورتی کے ساتھ خلاصی حاصل کر کے مطلب پر
 آپہنچا اور اس ارادہ پر ایک اشارہ معقول بھی کر دیا کرتے ہیں اور مدوح
 ایک ہی قصیدہ میں غائب فرض کر کے مدح کرتے ہیں پھر خطاب پر آ کے مخاطب
 کے طور پر تعریف کرتے ہیں اور اس ارادہ پر بھی اشارہ کر نیسا معمول ہے اور
 آخر قصیدہ جو مدح میں لکھا جاتا ہے دعائے مدوح سے خالی نہیں ہوتا ہے
 اس مقام کو دعائیہ کہتے ہیں اور ایک بات اور بھی ہوتی ہے کہ دعا شرط کے
 ساتھ ادا کرتے ہیں اس طرح کہ تیرا اقبال رہے جب تک زمین اور آسمان
 رہے اسکو شہ طیبہ کہتے ہیں اور بعضے صرف دعائیہ مثال اس قصیدہ
 کی جو تشبیب کے ساتھ ہے انتخاب کے طور پر یہ قدرت
 لقب ہے میرے کلک گوہر افشان کا بیاض صنع اک سادہ و رقی ہی میرے
 دیوان کا سحاب ملک جان ہون گریں برسوں کشت گردون پر روان ہو
 جوئے خشک کہکشان میں چشمہ حیوان کا دلون میں شاعر و نیک گوہر معنی زیبا
 ہو نہ ٹپکے گرد فہن میں آنکے قطرہ میرے نیاں کا نیابت اپنی بختی
 مبدہ فیاض نے مچھکو زمین تا آسمان ممنون ہے میرے بڈل و احسان کا
 میرے زیر قدم ہی تخت شاہی جس ولایت میں واک دام و د کو عار ہے
 منصب سلیمان کا رامین دھرمین اندیشہ آسب سے امین گہر کو کیا خطر
 ہی طعمہ گرداب عمان کا میرے خاک قدیم سے تاج خسرو استعانت لے
 میری نعلین کو دے نعلبندی تاج سلطان کا جسے کہتے ہیں سب فردوس پائین
 باغ میرا ہی مجھے ہی مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا فنا فی المرتضیٰ کے
 رمز سے جکھو آگاہی مقام اس شخص پر ہی کشف میرے عزت و شان کا

عروسِ دین کو میرے عقد سے سو تو فدا کر ہی شہیدی منقبتِ خون ہوں
جناب شاہِ مردان کا میرا سینہ ہی بیشہ بود و باش شیرِ نردان کا فضا
لا مکان سے قرب ہی میرے نستان کا جو پوچھا میں نے اس کا مرتبہ پیر
طریق سے بتایا کان میں مجھ کو علیؑ ہی نامِ نردان کا بتو نکے توڑنے
میں اسکا ابراہیم ہم ہر تھا اگر ہوتا نہ زیرِ پاکتف شاہِ رسولان کا تو ار کے
یہہ معنی جب لکھا شعر اسکی مدحت میں میرے مضمون سے مضمون لڑ گیا ہی
نظرِ قرآن کا بہت دشوار تھا دیوار کیونکر بھانڈتی امت اگر وہ درہنوا
مٹھنے کے شہرِ عرفان کا شرف حاصل ہوا ہی کعبہ کو اسکی ولادت سے
پرستش گاہِ محشر تک رہیگا ہر مسلمان کا حقیقتِ جزو کل کی آپ پر شاہِ روشن
ہی کہوں کیا حال اپنے حسرت و درد فراوان کا نہ ایک لحظہ مئے گل رنگ
بیکر میں نے مستی کی نہ ایک لمحہ را نظارگی میں روئے خدایان کا ولینِ مجبو
لطفِ عام سے امید واثق ہی کرو گے جبردم میں تم میرے صد سالہ نقصان کا
نصوَر آپ کی صورت کا وقتِ نزع مجھ کو ہو میرا تم سرِ مشرق بنے مہر
درخشان کا شہیدی مٹھنے کا لاڈ لاجیڈ کا پیارا ہوں مجھے کیا خوف ہی
برہہ ہوں میں شاہِ شہیدان کا تشبیبِ لغت میں جوانی کے دنوں کا
نذکور اور عشق کا حال بیان کرنے کو کہتے ہیں اور شاعروں کے نزدیک تشبیبِ ایک
نام ہی جو قصیدہ میں چند اشعارِ تمہید کے طور مدح یا ہجو سے پہلے لکھ جاتے
ہیں اور شاید پہلے کی عادت ہو کہ ان شعروں میں مضمونِ غنیمت ہی لکھتے ہوں
لیکن اب اسکی قید باقی نہیں رہی بہارِ خواہِ حسن یا عشق اور جطر کے شعر جس
بیان میں ہوں اسکو تشبیب کہتے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ تشبیبِ حقیقت میں
قصیدہ سے متعلق ہی گویا اسکا دیباچہ اور جزِ قصیدہ ہی اس صورت میں
قسمِ علیحدہ نہ ٹھہری بلکہ قصیدہ کے شمار میں ہی لیکن مجمعِ الصنایع اور
اکثر کتبِ بوہن اسکو قصیدہ سے علیحدہ لکھا ہی مثال اسکی قصیدہ کی مثال میں

آپکی ہی فایده جو قصیدہ ثشب کے ساتھ نہوا اور اس میں پہلے ہی سے
 مدح خواہ ہو شروع کر دین اسکو مجد اور جس میں تخلیص یعنی گریز نہ ہو اس کو
 مقصود کہتے ہیں جیسا کہ اس قصیدہ میں ہے اور خود شاعر اشارہ اس
 بات کا کرتا ہے قصیدہ مجد کی مثال انتخاب کے طور پر
 طلوع روشنی جیسے نشان ہونہ کی آمد کا ظہور حق کی حجت ہے جہاں میں
 نور احمد کا دبستان ازل میں وہ معلم عقل کل کا تھا انتہا نام و نشان جس
 روز اس لوح زبرجد کا چمن پیرائے کن فراش اس کی بزم رنگین میں بہا
 آفرینش ایک بوٹہ اس کی مسند کا عجم میں زلزلہ نوشیروان کے قصر پر
 آیا عرب میں شور اٹھا جرم اس کی آمد کا شرف حاصل ہوا آدم ابو
 ابراہیم کو اس سے نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب وجد کا شب و روز اس کے
 صاحبزادوں کا گہوارہ جنبان تھا عجب ڈھب یاد تھا روح الامیں کو بھی
 خوش آمد کا وہ اس عالم میں رونی بخش تھا حورون کی لشکریں کو گیا جنت
 میں طوبیٰ بنکے سایہ اس ہی قد کا شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں
 اتر آیا بیان اس قلم معنی کی کیا ہو جذراور مد کا گذر وحدت سے
 کثرت میں نہ ہوتا ذات مطلق کو نہ بتا صفر گرفتار نقش احد پر ہم احمد کا ادھر
 اللہ سے اصل ادھر مخلوق کا شامل خواص اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف
 مشد کا خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بند و نکو تیرا دست دعا
 ضامن ہے جسے کل مقصد کا پھینکے مثل تقویم کہن دیوان ہزاروں کے ہوا
 عالم میں شہرہ میرے اشعار مجد کا ہوئی ہے ہمت عالی میری معراجی
 طالب میسر ہو طواف اسی کاش جھکو تیری مرقد کا کبھی نزدیک جا کر آتما
 پر ملون آنکھیں کبھی میں دور بیٹھوں اور کروں نظارہ گنبد کا بدینہ کی زمین
 کے گرد نہ لائق ہو میرا لاشہ کسی صحرا میں دانے میں خوش ہو دام اور دکا
 تمنا ہے درختوں پر تیرے روضہ کے جا بیٹھے قفس جو وقت ٹوٹے طائر روح

مقبیہ کا خدا منہ چوم لیتا ہی شہیدی کس محبت سے زبان پر میری
 جب م نام آتا ہی محمد کا قطعہ لغت میں کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے
 ہیں اور شاعر و نثرین قطعہ اور شعر و نثر کا نام ہے کہ مثل غزل اور قصیدہ
 کے ایک ہی وزن اور قافیہ پر ہو لیکن مطلع نہ ہو کہ واسطے کہ اگر مطلع ہو گا تو
 موافق حد معین کے اسکو غزل کہیں گے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے
 زیادہ کے واسطے کچھ مقرر حد نہیں ہے اسکے مضمون میں ایک شعر کا علاقہ دوسرے
 شعر سے ہوتا ہی اس صورت میں قطعہ علیحدہ بھی ہوتا ہی اور غزل اور قصیدہ
 میں اگر دو یا تین شعر خواہ اس سے زیادہ ایک دوسرے سے متعلق ہوں تو
 اسکو بھی قطعہ کہیں گے مثال اسکی قمت کیا ہر ایک کو قسماً ازل نے

جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا	بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلتا
غم ہو کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	ایضاً جیسا ہی روٹھ کے

بیٹھا تھا وہ مجھ سے خاموش جھکو تو جانو کہ میں نے تو جان دیکھا ہی
 میں بھی منہ پھیر کے اس طرف سے یوں کہنے لگا مائے آج ایسا ہی محبوب
 جوان دیکھا ہی جسکے دیکھے سے نہ کچھ ہوش ہے باقی نہ ہوس کیا کہیں
 تم سے کہ ایک آفت جان دیکھا ہی جو میں نکلا یہ زبان سے میری بس و نہن
 وہ شوخ یک بیک بول اٹھا وہ کہاں دیکھا ہی جھکو تو چھٹی منظر
 بھی آئینہ اٹھا ہنس کے کہنے لگا لے دیکھ یہاں دیکھا ہی رباعی چاندی
 کا نام ہے کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے
 مصرع کا قافیہ اس وزن پر ہو نا ضرور نہیں ہے اور اسکو چومصرعی اور
 دوہیتی بھی کہتے ہیں استادوں سے دریافت ہوا ہے کہ رباعی کا چوتھا
 مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہے کہ اس سے ساری رباعی میں جان پڑ جاتی

ہی اور اگر وہ مصرعہ دلچسپ نہ ہو تو اس کا حال بے نمک کھانے کا سا ہے اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقرر ہیں جائز ہے کہ ان اوزان میں سے ایک ہی وزن پر چاروں مصرع ہوں یا ہر مصرعہ ان اوزان میں سے ایک ایک وزن پر ہوں لیکن اگر اس وزن خاص پر نہوگا تو اسکو عروض والے رباعی نہ کہیں گے اگرچہ عوام نادان قفیت سے اسکو رباعی کہتے ہیں مثال اسکی جب پاس و فائے ہمارا نہ ہو کہو بھی خیال دوتی کا نہ

قربان میں کس ادا سے کہتا ہے بھٹکے	اتنے ہی میں عاشقی کا دعویٰ نہ
ایضاً کیا ظلم ہے اسی نالہ بے باک کیا	اس شعلہ مزاج کو غضبناک کیا
افسوس وہ لعل لب نہین گرم سخن	اس آتش خاموش نے جی خاک کیا

ایضاً کیا خوار و زبون کیا وفائے مجھ کو کوئے میں بٹھا دیا جہانے مجھ کو نظروں سے ہٹوں کی گریڑا تھا مومن صد شکر اٹھایا خدا نے مجھ کو فرد و مصرع ایک شعر کو کہتے ہیں خواہ دونوں مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہاں سے معلوم ہوا کہ فرد کے واسطے پہرہ بات ضرور نہیں ہے کہ جب شاعر ایک ہی شعر کہے تب اسکو فرد کہیں گے بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا شنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑھا جاوے تو وہ بھی فرد ہے اور اسکو بیت بھی کہتے ہیں لیکن بعضوں کے نزدیک فرد اسی شعر کو کہنا چاہئے جو تنہا ایک ہی شعر ہو اور بیت اسکو کہتے ہیں جو قطعہ اور غزل اور قصیدہ کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص ہے اور بیت عام مثال اسکی دسا ہوگا نے جسکو ظالم تو وہ فونکے اثر سے کھیلے دن و کاکل کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے ایضاً ہجر کی شب تھا سیہ خانہ میرا یا مہیب چاندنی اتری نہ مارے خوف کے دیوار سے **مثلاً** اس نظم کو کہتے کہ کچھ شاعر

جسکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں ہے ان اوزان میں سے جو ثنوی کے لئے مقرر ہیں ایک وزن پر خاص لکھے جائیں اور دود و مصرعہ کا قافیہ متفق یعنی ہر شعر کا قافیہ علیحدہ اور مختلف ہو جیسے اردو میں ثنوی میر حسن اور میر تقی کی اور بہت مشنویان مشہور ہیں اور فارسی میں بوستان اور سکندر نامہ اور یوسف زلیخا اور ندمن وغیرہ مثال اسکی یہہ بھی رمز جو اسکے سایہ نہ تھا

کہ رنگ دوئی و دان تک آیا نہ تھا	نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہہ سبب
ہوا صرف پوشش میں کعبے کی سب	جہاں تک کے تھے یہاں کے اہل نظر
سمجھہ مایہ نور کحل البصر	سبھون لئے لیا پتلیوں پر اٹھا
زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا	تر جمیع بند لغت میں پھیرنے کو

کہتے ہیں اور شاعر و مین اس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع کے ایک وزن اور قوافی کے لکھ کر ایک خانہ قرار دیں اسکے بعد ایک مطلع دوسرے قافیہ پر کہ معنی میں ان اشعار سے کچھ علاقہ رکھتا ہو داخل کر کے بند کے طور پر گرہ دیں تب دوسرا خانہ اُسطرح دوسری غزل کے طور پر دوسرے قوافی میں لکھ کر اور مطلع کے ساتھ تضمن کریں اسی طرح خانہ بجا نہ جعفر رجاہین بند لکھتے جائیں پھر اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے ہیں ایک ہی ہر بند میں مکرر آتا جائے تو اسکو ترجیع بند کہتے ہیں اور اگر بند کا مطلع مختلف ہو تو اسکو ترکیب بند بولتے ہیں اور یہہ مطلع ترکیب بند کا جائز ہے کہ ہر مطلع کا قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیہ پر ہوں اور یہہ جو بھنوں نے لکھا ہے کہ اگر قوافی ہر مطلع کے علیحدہ ہوں تو جمع کرنے سے ثنوی ہو جائیں اور موافق ہوں تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائیں اس میں گفتگو ہی کو واسطے کہ وے سب مطلع بند کے اگر قوافی میں مختلف ہوں اُس وقت البتہ ثنوی ہو سکتے ہیں جب اصل وزن

ترجیع بند کا اوزان مجیدہ ثنوی میں سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہہ قید کسی کتاب میں دیکھی نہیں گئی کہ ترجیع بند اوزان مخصوصہ ثنوی میں سے ایک وزن خاص پر ہونا چاہئے اور دوسرا امر کہ سب مطلع متی القوافی ملکہ ایک خانہ ہو جائیں کبھی ممکن ہی نہیں ہے کہ واسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر خانہ کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ غزل میں صرف مطلع کے دو مصرع ایک قافیہ پر ہوتے ہیں باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اسی قافیہ پر آتا ہے اس صورت میں وہ سب مطلع جو ایک قافیہ پر ہونگے جمع کرنے سے سب کے سب ایک قافیہ پر مطلع ہونگے غزل کی صورت نہیں پیدا کر سکتی اور جب غزل نہیں ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب ملکہ کیونکر بن جائیں مثال ترجیع بند کی تو چھوڑ مجھے چلا گیا دل ہی ہے زیادہ ہو فادل دلدار کے کھینچنے پڑے ناز افسوس کہ میرے پاس تھا دل یہہ دشمن جان بھین مبارک یعنی نہیں میرے کام کادل کیون عوی دلربائی اتنا مایل اُدھر آپ ہی ہوا دل دیتا ہوں دم ایسے منتہہ گر پر انصاف سے دیکھنا میرا دل اس چشم نے کر دیا خراب آہ تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل کیسی میری جان پرہیز آئی اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل گھونٹے ہے گلے کو کوئی ہمارم کیا بات کروں کہ ہے نہ فادل اسی محرم راز کیا کہوں میں کس آفت جان سے لگا دل اسی مولن غمگاہ ہر دم کیا پوچھے ہے کیونکہ لے گیا دل آن شوخ چنان رہو داز من گویا کہ دلم نبود از من پردے میں ہی رشک ماہ میرا کیونکہ نہ ہوں سیاہ میرا کیا مرنے کے بعد پاؤں پھیلائے ہی مقبرہ خواب گاہ میرا بس آپ میں آؤ تم کہ شاید ہوں میں گذر گاہ میرا اس سد سکندری کو توڑو آئینہ ہی سنگ راہ میرا

مین کشتہ شہید بے دیت ہوں ہی شوق ستم گواہ میرا دیکھا تو نے کہ رنگ
 بدلا اسی شوخ فسون نگاہ میرا اسی دوستو ہاتھ سے چلا مین قابو مین نہیں
 آہ میرا مرنا نہیں اختیار کی بات خود جرم ہی غدر خواہ میرا اے چارہ گر
 اب تو پھینک تدبیر ہی حال بہت تباہ میرا ناصح انصاف تو ہی کر پار دلا
 دینے مین کیا گناہ میرا آن شوخ چنان رہو داز مین گویا کہ دلم نبود از مین
 اور فارسی مین ترجیع بند حضرت شاہ علاؤ الدین ماہر رح کا جسکے ہر بند کا یہہ
 مطلع کہ بچشمان دل مین جزد دست ہر چہ بینی بدانکہ مظهر اوست مکرر
 آیا ہی مشہور اور معروف اور ایا مقبول ہی کہ کوئی لڑکا اسکے پڑھنے
 سے محروم نہ رہا ہوگا مثال ترکیب بند کی دل کی طرح سے یہہ بھی جلی جان کو
 کیا ہوا دم مین نہیں ہی دم میری جانان کو کیا ہوا سر پٹیا ہی شانہ پیراد و لون
 ہاتھ سے کیا جائے اس کی زلف پریشان کو کیا ہوا پیٹی ہی اپنا خون دل افسوس
 بس خا اُس دست رشک نیچہ مرجان کو کیا ہوا شبنم کو پھر ہی جانب خوشید
 التفات شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا ولین شکن ہی زلف مسلسل
 کہہ گئی برہم ہی حال کا کل پیچان کو کیا ہوا لذت فراہمین الم اُس لب
 کو کیا بنی کچھ زخم بے مزہ ہی نمک ان کو کیا ہوا بوئے قبائے یوسف گل
 ہی نسیم مین اسکی شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا گردش پر اپنی ناز ہی پھر روزگار
 کو اس چشم رشک فتنہ دوران کو کیا ہوا دعویٰ ہی شوخیون کا غزالان
 دشت کو اس خوش نظر کی جنبش مرزگان کو کیا ہوا کنتان ہی سینہ چاک رخ
 ماہ دیکھ کر اُس روستے غیرت مہ تابان کو کیا ہوا عیب حجاب شمع رخان
 جہان کیا وہ مہر آسمان کوئی کہاں گیا یہہ گلستان سرے تماشائیں رہا وہ
 نوبہار گلشن دنیا نہیں رہا افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہیں وہ حسن جس

عشق ہو سوا نہیں رہا جیف اتنی تلکھامی و شوریدہ طالعی جس سے کہ زندگی
 کا مزہ تھا نہیں رہا اسی چرخ چاہنے سے رہے ہر ماہ کو کیا چاہیں روزگار
 تمنہا نہیں رہا اپنی خرابیوں کو کہاں جا کے روئے وہ شمع روئے انجمن
 آرا نہیں رہا دل میں جگہ نہونیکا کسے گلہ کروں وہ قدردان شکوہ بیجا نہیں رہا
 کس کو گلے لگا ئیسا ہی شوق ہمنار وہ خوش گلوئے سینہ مصفا نہیں رہا کسے
 نباہئے کہ سوائے وفات کے دنیا میں نہ نام وفا کا نہیں رہا اب کس کو
 دیکھئے کہ سیکو نہ دیکھئے وہ پردہ سوز چشم تماشا نہیں رہا اُس عین نور
 حسن کو کیونکر نہ روئے آنکھو میں جو رہے کوئی ایسا نہیں رہا ہر دم حسین
 آئینہ آلودہ غم سے تھی یہہ آب و تاب حسن اسی مہ کے دم سے تھی مسمط
 لتیمط لغت میں موتی پرولنے کو اور مسمط پروئے ہوئے موتیوں کو بیغے موتیوں
 کی لڑی کو کہتے ہیں اور شاعر و نین مسمط اس نظم کا نام ہے کہ پہلے ایک
 بند کئی مصرع کا ایک وزن اور قافیہ پر لکھا جائے پھر دوسرے بند کا آخری
 مصرع اسی قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہوں اسی طرح
 تیسرا اور چوتھا بند اور جقدر چاہیں لکھیں اور یہہ بند تین مصرع سے کم اور
 سے زیادہ نہیں ہوتا ہے پس اگر تین ہی مصرعہ کا بند ہو تو اسکو مثلث اور چار
 مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھ کو مہمس اور سات کو مبع اور
 آٹھ کو مثمان اور نو کو مستح اور دس کو معشر کہتے ہیں اردو میں مزملع اور
 مخمس کی دو اوج زیادہ ہے باقی کم یہاں سمجھنے کے واسطے ہر ایک قسم کے دو
 دو بند علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں **مثلث کی مثال** یہہ زمانہ
 بھی عجب طور کا ہے سفلہ پرست ابدانہا ہمہ شربت زگلاب و قندست
 قوت وانا ہمہ از خون جگر می بنیم بومہی نغمہ سر ابلبل مسکین نالان اسپتاری

شدہ مجروح بزی پر پالان طوقِ زرین ہمہ در گردن خرمی بنیم یہہ مثال اس
 تضمین کی ہے کہ غزل کو ایک مصرع بڑھا کے مثلث کیا ہے اور کبھی بدون
 تضمین کے بھی ہوتا ہے مثال اسکی برقع جو اپنے منہ سے صنم نے اٹھادیا
 سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھادیا سب کو ہر ماہ نے بھی سر جھکا دیا لیف
 کا حسن قصہ پارینہ ہو گیا دل اس کے عکس نور سے آئینہ ہو گیا قامت نے اس کے
 فتنہ محشر جگادیا مربع کی مثال اسکو مچرا ہے جو کہتا زار آگے جو رضا
 عشق میں دلبر کے ہون بیمار آگے جو رضا یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو رضا
 آبرو رکھو میری یار آگے جو رضا اس قدر اپنی لگاؤی اب تو میرے دل کو چاہ
 جو نظر آوے تو ہی ماہی سے لیکر تا ماہ جطرف کو آنکھ چکی تیری برق نگاہ
 سر جھکاؤں وہاں میں سو سو بار آگے جو رضا مخمس کی مثال کوئی جاو
 جواد ہر شام و پگاہے گاہے تو کہے اس کی یہ نہ نالہ و آہے گاہے چاہئے رحم سرحال
 تباہے گاہے اس طرف بھی تھین لازم ہی نگاہے گاہے دہم لخطہ بلخطہ نہیں
 گاہے دل پہ سوزش ہی سدا لب پہ ہی ہر دم دم سرد اشک سرخ آنکھو نہیں
 ہی رنگ ہی رخسار کا زرد ہمہ مو پوچھو نہ تم حال دل ہر غم و درد ہی بلا کثرت
 اندوہ ہجوم غم و درد دل کو فرصت نہیں اتنی کہ راہے گاہے اور مخمس میں کبھی
 پانچواں مصرع ترجیع بند کے طور پر ہر بند میں مکرر بھی لاتے ہیں مثال اسکی
 جب سے اسی راحت جان تجھ سے جدا رہتا ہوں کیا کہوں سخت مصیبت میں
 پھنسا رہتا ہوں مضطرب و شذر و جیران و فغا رہتا ہوں کسی چہرے میں
 تو مشغول میں کیا رہتا ہوں منہ لپیٹے ہوئے دذرات پڑا رہتا ہوں نہ تو دل
 میں ہی وہ طاقت کہ کروں جوش و خروش اور نہ کچھ بات ہی کرنے کا
 رہا ہی مجھے ہوش قبر میں جیسے کہ ہووے کوئی مردہ روپوش اس طرح خانہ

تاریک میں تنہا خاموش منہ پیٹے ہوئے دُرات پُرا رہتا ہوں اور کبھی غزل میں تین مصرع ہر شعر کے ساتھ ملا کر محسن بناتے ہیں اور یہ بہت مروج ہے مثال اسکی یہی داد خواہ تجھ سے وفا اور وفا سے ہم راضی ہی تیری غوسی جفا اور جفا سے ہم کیا لگ چلے ہی تجھ سے ہوا اور ہوا سے ہم نگہت کو تجھ سے لے ہی صبا اور صبا سے ہم لے عطر تیرے تن سے قبا اور قبا سے ہم رہتے ہیں دُرات کو روتے سحر تلک بچکی سی ایک لگتی ہی دودو بہر تلک پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک پہنچی نہ ایک بار اجابت کے دُزلک تلک آئی ہی اثر سے دعا اور دعا سے ہم مثال مسدس کی ہے دم بلا طرہ دل آرکیکا نادیدہ ہوا دل پہ گرفتار کیکا یہاں ہجر سے جینا ہوا دُشا آرکیکا وان بات بھی کر نیکو نہیں یا آرکیکا یہاں دیدہ تو ہی طالب دیدار کیکا وان نہ ہوا رُزن دیوار کیکا یہاں لب پہ میرے آٹھ پہر جان حُزین ہے جو دم کہ گزرتا ہی دم باز پسین ہے وان اُس بہت عیار کو پرواہی نہیں ہے غافل میرے احوال سے وہ پردہ نشین ہے کہتے ہیں جو کچھ لوگ جواب اسکا نہیں ہے کہنا نہیں سنتا ہی وہ زہنہ آرکیکا بہ مثال اس مدح سمط کی اقام میں داخل ہے البتہ ٹھیک ہے نہ وہ مسدس کہ اردو کے بعض قاعدہ نویسوں نے لکھا ہے یعنی ہر بند میں دو شعر کے چار مصرع ایک قافیہ پر اور تیسرے شعر کے دو مصرع قافیہ جدا گانہ پر اس مثال کے ہر بند میں مکرر موجود ہیں اس طرح ہا، جائے عبرت ہے میرا حال پریشان یارو آس توڑے ہی پہم مایوسی و حرمان یارو دل لگا کر ہوا میں سخت پریشان یارو اُسے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو جی کی جی ہی ہیں ہی بات نہونے پائی ایک بھی اس سے ملاقات نہونے پائی اور بعضوں

یہہ مثال لکھی ہے : کیا کہون کچھ نہ پوچھ اے رات کا حال ہنس : بعدز ما نہ
وصل پر پہنچا ہوا جو دسترس : کچھ نہ برائی آرزو رہی دلمین سب ہوس : یعنی
و فورعشرت وجوش نشاط تھا کہ بس : صبح دید و شب گذشت ماہ شبینہ خا
رفت : روئے سحر سیمہ شود یار باین بہانہ رفت : بعد چار مصرع کے جطر
اردو کا شعر مثال سابق میں مکرر آتا گیا ہے اس مثال میں یہہ فارسی کا شعر
ہر بند میں مکرر ہے اور لطف یہہ ہے کہ آپ ہی مسمط کی تعریف میں یوں لکھتے
جاتے ہیں کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ میں متفق ہوں اور بعد اسکے استعد
اسی طرح لکھتے ہوں کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق ان چند مصرع کے یعنی پہلے
بند کے ہوا اور آپ ہی مثال اسکی ایسی لکھتے ہیں کہ یہہ تعریف اس پر صادق
نہیں آئی کس واسطے کہ ان دونوں مثالوں سے ظاہر ہے کہ کسی بند کے مصرع
اخیر کا قافیہ بند اول کے قافیہ پر نہیں ہے بلکہ ہر بند میں تیسرا شعر مکرر آتا
گیا ہے پھر وہ مثال مسمط کی کس طرح ہو سکتی ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ جو
مفسر موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہو گا وہ مسمط کی اقسام ہی اور
جمین کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند میں شعر جداگانہ قوافی مختلف پر آیا کرے وہ
ترجیع بند یا ترکیب بند کے ہی گو تعداد اسکے شعروں کی ترجیع بند کی تعداد
سے کہ حد اسکی برابر ایک غزل کے مقرر ہے کم ہوں نہیں تو مسمط اور ترجیع بند
اور ترکیب بند میں کچھ فرق باقی نہیں رہتا مسجع کی مثال افسوس
اس چمن میں وہ سرور وان نہیں : لطف بہار تازگی گلستان نہیں : ایسا
کوئی چمن نہیں جس میں خزان نہیں : گل خندہ زن نہیں کہ وہ آرام جان نہیں
سبل میں بوے کا گل عنبر فشان نہیں : بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہیں
وہ چچہ نہیں ہے وہ شور و فغان نہیں : سر پر اڑتی خاک ہے بادِ سحر

کہین : شبِ سرمہ اشک گرم سے ہی چشمِ تر کہین : پتھر پہ باغبان پگھلتا ہی کہین
 بلبل کا آشیانہ ہی کہین بال و پر کہین : لالہ سے آشکارا ہی داغ جگر کہین : خالی
 نہیں ہی دردِ مصیبت سے گھر کہین : دل میں جگر میں آنکھ میں سر میں کہاں نہیں
 مٹمن کی مثال قلق اس مہ کی جدائی کا ستا تا ہی مجھے : مثل وحشی
 کے شب و روز پھرتا ہی مجھے : ڈوبنا ضعف سے شکل نظر آتا ہی مجھے : موج
 کے ساتھ ہی دریا لاتہ بہتا ہی مجھے : قیس محزون جو کبھی آپ میں پاتا ہی
 مجھے : ناتوان جان کے سایہ سے ڈرتا ہی مجھے : ہی تجھے زلفِ دوتا کی قسم
 اسی بادِ صبا : اگر اس شوخ کے کوچہ میں گذر ہو تیرا : کیسویں پیام پہ اس ماہ
 لقا سے میرا : کہ برا حال ہی ظالم تیرے سودائی کا : ہو گیا آج غمِ ہجر سے لاغر
 اتنا : کہ میرے سایہ کا ہوتا ہی مجھی پر دھوکا : جطرح لیکے پر کاہ کو اڑتی ہی
 صبا : رنگِ چہرہ کا اڑائے لئے جاتا ہی مجھے متنع کی مثال ہو گیا
 زلفِ گرگیر کا سودا ہکو : طوق و زنجیر سے اب اس ہی زیبا ہکو : بیٹھے
 نہیں آبلہ پا ہکو : پاؤں پڑ پڑ کے لئے جاتے ہیں صحرا ہکو : کبھی سنتے ہیں کہ
 اس گل نے رلایا ہکو : کبھی اس سنسنے پہ آجاتا ہی رونا ہکو : اور وحشت نے
 دکھایا ہی تماشا ہکو : آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہکو : آپ ہی بھاگ گیا
 چھوڑ کے تنہا ہکو : سنبھل کر کی قسم زلفِ چلیپا کی قسم : شورِ محشر کی قسم قامت
 رعنا کی قسم گلِ خندان کی قسم عارضِ زیبا کی قسم : دلِ نالان کی قسم بلبلِ شیدا
 کی قسم : چشمِ جادو کی قسم زکس شہلا کی قسم : دُرِ دندان کی قسم عقدِ شریا کی
 قسم : غمِ جنون کی قسم عشوہ لیلیٰ کی قسم : حسنِ یوسف کی قسم عشقِ زلیخا کی قسم : کہ
 سوا تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہکو : اور ان سب قسموں میں ہو سکتا ہی کہ جبین چاہیں
 دود و مصرع غزل کی تضمین کرین چنانچہ اس شعر میں میری غزل کے دود و مصرعہ

اور آٹھ مصرع اور مشعر کی مثال نہ اسے پاس آشنائی ہے نہ
 ہمیں طاقت جدائی ہے نہ مرگ نے دیروں لگائی ہے نہ عمر عینے سے تنگ آئی
 ہے نہ بات قسمت نے یہہ بڑھائی ہے نہ اپنے طالع کی نارسائی ہے نہ
 مرنے میں کیا برائی ہے نہ زندگی سخت یحیائی ہے نہ کوفت سے لب پہ جان
 آئی ہے نہ ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے نہ اسکے چور و جفا ہے پیہم نہ ہوا شوق
 اپنے دل سے کم نہ بوسہ لعل لب وائے ستم نہ ہوئے کامیاب مرتے دم نہ
 اس دہن نے دکھائی راہ عدم نہ آب حیوان تھا اپنے حق میں سم نہ کیا کہوں دوست
 حکایت غم نہ اسکے کوچہ میں مثل نقش قدم نہ ہو گئے خاک سے برا بر ہم نہ وہاں وہی
 ناز خود نمائی ہے **مستزاد** ایک فقرہ شرکا چھوٹا سا بعد ایک مصرعہ یا
 ایک بیت کے بڑھایا جاتا ہے اور شاعر کے نزدیک لطف اور خوبی مستزاد
 کی یہی ہے کہ ہر فقرہ شرکا جس مصرعہ یا شعر کے بعد آئے اور معنی میں ربط بھی
 رکھتا ہو لیکن زائد بھی ایسا ہو کہ مصرعہ اور بیت اسکا محتاج نہ ہو یعنی اگر وہ
 فقرہ نہ ہو تو مصرعہ اور بیت اپنی معنی میں تمام ہو جائے مگر حال میں کچھ اس کی
 قید باقی نہیں رہی ہے اور مستزاد میں کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہے
 کبھی مضمون بھی باندھتے ہیں چنانچہ مثالوں سے معلوم ہوگا **مثال اس**
فقرہ مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے جس باغ
 میں وہ سرو گل اندام نہیں ہے نہ جس بزم میں وہ شمع دل آرام نہیں ہے نہ ویرانہ
 ہی گویا نہ پروا نہیں گزرتش جان و زجلاوے نہ عاشق کو تو جلنے کے سوا کام
 نہیں ہے نہ پروا نہ ہی گویا نہ **مثال اس فقرہ کی جو ہر مصرعہ کے**
بعد آتا ہے لینے جو بلائیں لگے ہم کی چٹا چٹ نہ تو بول اٹھے
 جھٹ نہ چل جا بے رے واؤ نہ برو ہو پرے ہٹ نہ ہی سب یہہ نہاؤ

ان آنکھوں کو مین حلقہ زنجیر کرونگا : ایسا ہی بلا ہوں : چھوڑ دوں نہ کبھی آجکے
 دروازہ کی چوکھٹ : جب تک نہ کھلین پٹ **واسوخت** نیزاری کو
 کہتے ہیں اور شاعر و نین اس نظم کا نام ہی جسمین معشوق سے نیزاری اور
 عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسری معشوق سے دل لگائی کی چھٹی کہ
 اسکو جلی کٹی کہتے ہیں لکھین اور حقیقت مین واسوخت اقام شعر مین سے ٹوٹی
 قسم علیحدہ نہیں ہے بلکہ اکثر مسدس خواہ مثنیٰ چھ مصرعہ خواہ آٹھ مصرعہ کا
 ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر دیکھنے مین آیا ہی اسی واسطے استاد و ن
 نے اسکی قسم جدا گانہ نہیں مقرر کی ہے لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اس کا نام
 واسوخت رکھا ہی تو لکھنا اسکا ضرور ہوا **مثال واسوخت کی آشنا**
 آنکھ نہ عجزہ سے ذرا ہٹی واللہ : دلبری کی نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ : تھا
 نہ یہہ ناز و کرشمہ نہ یہہ شوخی کی نگاہ : مین تو حیران ہوں بکھے دیکھے سبحان اللہ
 بیوفا ایسے بھی ہوسے ہیں جہان مین محبوب : اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا
 تو کیا خوب : جاہ زبانی سے کہاں زیب بدن تھا یہہ لباس : آتی محفل سے
 بدن مین ہٹی یہہ کب گل کی باس : گفتگو غیر محل ہٹی تیری چتون ہٹی ادا اس
 پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس : اب جو کچھ اور بنا تو تو ہمیں سمجھا
 غیر : گریہ بات تیرے جی مین سمائی ہی تو غیر **مرثیہ** دستور قدیم ہی
 کہ کسی عزیز اور قریب یاد دوست خواہ امیر اور رئیس کی وفات کا واقعہ
 اور حزن و ملال کا حال اسمین لکھتے ہیں اور یہہ وضع صرف اہل فارس کی
 نہیں ہے بلکہ عرب مین بھی یہہ دستور قدیم سے جاری ہے اور مرثیہ کبھی قصیدہ
 اور غزل کی صورت پر اور کبھی ستر ادا و مسدس کی شکل پر ہوتا ہی اسطور
 مین اقسام دہ گانہ سے باہر نہ ٹھہرا لیکن مضمون کے لحاظ سے بطرح واسوخت

کا نام علیؑ یہ ٹھہرایا ہے اس طرح مرثیہ کو بھی قیاس کرنا چاہئے اور اب مرثیہ
 کو بھی قیاس کرنا چاہئے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے جس میں جنابِ پیدائش
 علیہ علیہ جده علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا حال اور واقعہ کر بلا لکھا
 جاتا ہے پس اگر یہ حصیدہ کے طور پر ہوتا ہے تو اسکو مجرا اور سلام کہتے ہیں
 ایسے نظم کے مطلع میں مجرا خواہ سلام یا مجرائی اور مجرائی خواہ سلامی کا لفظ
 بھی اکثر مستعمل ہے اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو پیشتر اسکو نوحہ کہتے ہیں اور
 اگر بس یا مثنیٰ ترکیب بند خواہ ترجیع بند ہو تو اسکو مرثیہ کہتے ہیں اور
 یہ بہت مروج ہے **سلام کی مثال** مجرائی اصلاً نہ شے نے شکوہ
 خنجر کیا : سر دیا اور آشکارا صبر کا جوہر کیا : بولے شہ میدان میں ہی اتنی
 خوشی اس دم مجھے : فدیہ راہِ خدا میں نے ہر اک دلبر کیا : ایضا سلامی ہے
 یہہ وظیفہ ہر ایک دم اپنا : شفیع روزِ جزا ہے شہِ امام اپنا : امام بولے عدو ظلم سے
 نہ مار آئیں : روِ رضا سے ہٹے کس طرح قدم اپنا : نوحہ کی مثال میدان
 میں دم جنگ یہہ بولے شہِ برابر : یا حیدر کرار : میں بھی ہوں مدد اور حمایت
 کا سزاوار : یا حیدر کرار : جی میں ہی کہہ سرتیغ تلے آپ سے دھروں
 میدانِ بلا میں : اب صبر و شکیبائی کے جوہر کروں اظہار : یا حیدر کرار **مرثیہ**
کی مثال نور تجلیات سے میدان کر بلا : معمور ہو گیا صفتِ عرش
 کبریا : کہتے تھے سب ملائکہ اور خیلِ انبیاء : جس بحر بے کنار کا ملنا نہیں پتا : اس
 بحرِ معرفت کا ثنا و حسین ہے : محبوب خاص حضرت داود حسین ہے : غل
 تھا کہ پشتِ زین سے گرتے ہیں اب امام : گھبرا کے لی علیؑ و نبیؐ نے رکابِ تھام
 اور فاطمہؑ کے ہاتھ میں گھوڑے کی بھٹی لگام : آرایشِ زمین کا ہوا تھا یہہ
 اہتمام : جبریلؑ نے قدم کے تلے پر کچھا دئے : حوروں نے اپنے موئے معنبر

سمجھا دئے: "نامہ سنج" اسکو کہتے ہیں کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا شعر
 ایسا بخوبی یاد کیا جائے کہ اسکو مکتوبی حروف کے عدد و ن سے سنہ اور سال کے واقعہ
 وفات اور نکاح خواہ تولد و فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح یا ہار
 کی جلوس کا یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جائے اب قاعدہ حروف کے
 اعداد کا سمجھنا چاہئے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حروف ہججی کے ایک سے دس
 عدد مقرر کر کے جلدی سے سمجھ میں آئیں گے واسطے ترکیب ان حرفوں کے یوں
 قرار دی ابجد ہوز حطی اسکو احاد کہتے ہیں تفصیل اسکی یہ ہے الف
 کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چھ زے
 کے سات حے کے آٹھ طو کے نو یے کے دس پھر گیارہ یں حرف سے
 آٹھ حرف پر دس دس بڑھا کر نوے تک پہنچایا اسکو عشرات کہتے ہیں اور
 کلمہ مرکب اسکا یوں ٹھہرایا کلین سفص تفصیل اسکی کاف کے بیس لام
 کے تیس سیم کے چالیس نوں کے پچاس سین کے ساٹھ عین کے ستر خے کے
 اسی صاد کے نوے پھر انبیون حرف کے سو عدد ٹھہرا کر نو حرف پر سو
 بڑھایا اور بس ہزار تک پہنچایا اسکو مائات کہتے ہیں اور کلمہ مرکب اس کا
 اس طرح ٹھہرایا فرشت شخض ضطع تفصیل اسکی قاف کے تئو ر کے
 دو سو شین کے تین سو تے کے چار سو لے کے پان سو خے کے چھ سو دال کے
 سات سو ضاد کے آٹھ سو طو کے نو سو غین کے ہزار یہ سب اٹھائیس حرف
 ہوئے اور حمزہ کو الف کے حساب میں رکھا بعد دریافت ہونے اس قاعدہ
 کے سمجھنا تاریخ کا بہت سہل ہو گیا مثلاً اگر کوئی لڑکا بارہ چھٹو فصلی خواہ ہجری
 میں پیدا ہوا ہو تو اسکی تاریخ چراغ ہے اور کسی اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ
 سو پچپن میں پیدا ہوا ہو تو اس کا نام تاریخی منظر علی بہت خوب ہے اور یہی

طرح اگر بارہ سواٹھائیس میں مر گیا ہو تو داغ جگر اسکی فوت کی تاریخ بہت
 زیادہ ہی اسکو مادہ تاریخ کا کتنے ہیں اور مصرع اور فقرہ اور شعر کی مثالوں کو
 اسی پر قیاس کر لینا چاہئے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ کا حسب
 حال ہفتہ آگیا مگر اس میں ایک دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہیں تو اسکو
 کسی اور لفظ سے کوئی حرف اسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کر کے ملائے
 ہیں اور اسکے ملانے کے واسطے خوبصورتی کے ساتھ اشارہ بھی کر دینا واجب
 اور ضروری جیسا رنج کے مقام میں ایک عدد کیلئے آراہ اور چار کے لئے سرد
 اور خوشی کے مقام میں دو کیلئے سرشارت وغیرہ اور اس بات کا نام تعمیر
 رکھا ہے اور کبھی کچھ عدد بڑھتے ہیں تو اس طرح اشارہ کر کے خارج کرتے
 ہیں اور اسکا نام تخرجہ رکھا ہے مثلاً کسی مادہ چھ عدد بڑھے تو اسکی تخرجہ
 کا اشارہ بے بد اور مثال اسکی مقرر ہے اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ
 تاریخ بے تعمیر اور تخرجہ ہو مگر ضرورت جیسا کہ بیان کیا گیا اور تعمیر احاد تک
 کا البتہ جائز رکھا ہے عشرات کا عیب سے خالی نہیں سیکڑ و نکاز زیادہ تر
 معیوب ہے اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھ عشرات تک پہنچے تو مضائقہ
 نہیں ہے شاعروں نے طرح طرح کی صفتیں اور خوبیاں تاریخ میں ادا کی
 ہیں کہ بیان اسکا مختصر میں نہیں ہو سکتا **فائیک** جاننا چاہئے کہ قاف
 کا بیان بہت طول اور طویل ہے لیکن اسقدر سمجھ لینا چاہئے کہ قافیہ حرف
 اخیر کو کہتے ہیں اور اسی کا نام روی ہے اور وہ حرف اخیر یا ہوتا ہے کہ
 اسکے پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کار اور بار اور شور اور مور
 اور دیر اور شیر اور ہند اور سند اور عقل اور نقل اور مثل اسکے پاس
 پہلے حرف کی حرکت موافق ہو جیسی در اور پر اور زرا اور سرد اور گرم

اور صنم اور دل اور گل اور مثل اسکے یا اسکے بعد کے حرف ان سب باتوں میں
 موافق ہوں جیسی ہستی اور پستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور توانائی
 اور مثل اسکے اور قواعد کی کتابوں میں ان سب اگلے اور پچھلے حروف اور حرکات
 کے کلام علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں یہاں بیان اسکا طول کلام سے خالی نہیں ہے
 اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد مکرر آئے مثال اسکی **بیت**
 ہر سنگ میں شراب تیرے ظہور کا : موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا : طور
 اور ظہور میں رہے قافیہ اور کا دونوں مصرعہ میں ردیف ہے حال کے شاعر
 غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہیں اور قصیدہ اکثر بے ردیف کا ہوتا ہے بعض
 قصیدہ ردیف کے ساتھ بھی ہوتے ہیں **فائدہ** جوشاعر صرف اپنی غزلوں
 کو ایک جگہ جمع کر کے لکھے اسکو دیوان کہتے ہیں اور قصیدہ و نکو جمع کرے تو
 اسکو قصاید کہتے ہیں لیکن دیوان میں غزلیں جمع کی جاتی ہیں سب ردیف
 وار حروف پچھی کی ترکیب پر ہوتی ہیں اور قصاید میں اسکی رعایت ضرور
 نہیں اور سب کلام ہو تو اسکو کلیات کہتے ہیں اور جس کلام میں خداوند تعالیٰ
 کی بڑائی اور قدرت اور خدائی اور اسکے کمال اور جلال کا بیان ہوا اسکو
 حمد اور ثناء اور توحید اور جس میں اُسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف
 ہوں اسکو لغت اور حسین اور انکے اصحاب اور اہل بیت کی تعریف ہو اسکو
 مناقب اور منقبت اور بادشاہ اور امرا خواہ اور لوگوں کی خوبیاں اور
 بھلائی جو لکھی جائے اسکو مدح اور بڑائی کا بیان ہو تو اسکو ہجو اور ذم
 کہتے ہیں **دوسری فصل** شر کے بیان میں جانا چاہئے کہ شر کی
 تین قسمیں ہیں **مرجزہ** اور **مسجع** اور **عاری** مرجزہ اس شر کو کہتے ہیں کہ
 جس کا ہر فقرہ موزون ہو یعنی شعر کے کسی وزن پر پایا جاوے اور قافیہ ہو

اور یہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے مثال اسکی اپنے ہاتھوں سے مجھے قتل کر
 میں نے خون اپنا کر دیا ہے معاف آئیے بیٹھے کرم کیجے میرے صاحبِ یہہ آپکا
 گھر ہے مجمع اسکے خلاف ہے یعنی اسین فقراتِ قافیہ دار ہوں اور موزون
 ہوں اور وہ فقرہ کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف فقرہ رنگین
 کی مثال سبزہ پر شبنم کے قطرہ اس طرح نمودار جیسے زمرہ کے تختے پر
 ہیرے کے ٹکڑے جڑے ہوں اور ہر شاخ پر پہیلی چنبیلی کی کلیوں سی وہ بہا
 جیسے سبز پیری کے گلے میں پھولوں کے مار پڑے ہوں فقرہ صاف
 کی مثال کل میں آپکے گھر آؤں گا اور کھانا وہیں کھاؤں گا حضرت جو فرمائینگے
 ہم اسکو بجالائینگے عاریسی ان دولٹے عاریسی ہیں یعنی نہ اسین وزن
 ہونے قافیہ اور اسکو روزمرہ کہتے ہیں مثال اسکی رفیعہ مشفق
 میرے آج بندہ منشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا دیر تک آپہی کا ذکر
 خیر تھا اور ایک قصیدہ آپ کا جو حسن اور عشق کے مناظرے میں ہی پڑھتے
 تھے اور ہر شعر پر جد کر کے فرماتے تھے کہ یہ قصیدہ بنیطیر ہے اور یہہ تعریف
 منشی صاحب کی نری محبت کی راہ سے نہیں ہے انصاف بھی یہی ہے کہ حضرت
 نے اسین سحر کیا ہے بندہ نے اس قصیدہ کو منشی صاحب سے طلب کیا تو
 فرمایا کہ میں اسکو بہت عزیز رکھتا ہوں ایک ساعت بھی اپنے پاس سے جدا نہیں
 کر سکتا اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ حضرت اسکو عنایت فرمائیں دو دن
 میں اسکی نقل کر کے پھر خدمت میں بھیج دوں گا زیادہ نیاز

دوسرا باب

خط کتابت کے دستورات میں اور اسین تین فصلیں ہیں پہلی فصل

اردو کے بیان میں جانتا چاہئے کہ اردو فارسی لفظ ہے لشکر کو کہتے ہیں یہاں لشکر سے خاص لشکر شاہجہان بادشاہ جم جاہ سے مراد ہے اور اصل اسکی دار الخلافہ شاہجہان آباد ہے کہ وہاں دربار اور سلطنت لشکر بادشاہی میں عرب اور ایران اور توران اور ترکستان اور ہند کے لوگ سب جمع رہتے تھے اور آپس میں گفتگو کرتے تھے تو عربی اور فارسی اور ترکی اور سنسکرت سب ملکتہ بہہ زبان پیدا ہوئی اور اسکو ریختہ بھی کہتے ہیں غرض اس زبان میں عربی اور فارسی اور ہندی اسی طرح مل گئی کہ اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اس میں شمول ہوا و خالص ہند کی الفاظ میں گفتگو کرے تو بولنا دشوار ہو جا بلکہ اکثر اے الفاظ خاص و عام کی زبان پر جاری ہیں کہ ہندی میں انکا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا بعد اسکے لوگ اس زبان میں شعر کہنے لگے یہاں تک کہ غزل اور قصیدہ اور سنوئی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی میں تھے اس زبان میں کہنے لگے اور اب ہوتے ہوئے نثر بھی عبارت رنگین اور غیر رنگین شروع ہو گئے اور بہت سی عربی اور فارسی کتا بوں کا ترجمہ اردو میں ہو گیا اور داستان اور کہانیاں عجیب و غریب لکھی گئی اور لکھتے جاتے ہیں لیکن خط کتابت کا دستور اردو زبان میں اب تک جاری نہیں ہوا پھر اب اگر کوئی اردو میں اسکا رواج دینا چاہے تو جس طرح نظم و نثر فارسی کے طور پر جاری ہوئے اسی طرح خط کتابت کا بھی فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور ہو گا اور فارسی میں جو خط لکھنے کے قاعدے مقرر ہیں ناچار اردو میں بھی اسکے تابع ہونا پڑیگا یہاں سے معلوم ہوا کہ جس طرح فارسی میں بڑے اور چھوٹے اور برابر والے خط لکھتے ہیں اسی طرح اردو میں بھی خواہ مخواہ لکھنا ہو گا اب سوچنے کی بات ہے کہ فارسی میں جو الفاظ بڑے چھوٹے گویا ہمسہر کی واسطے مقرر ہیں کہ اسکا القاب کہتے ہیں اور اسکے بعد جو

الفاظ لکھے جاتے ہیں اسکو آداب کہتے ہیں پہلے تو یہی نہیں ہو سکتا کہ فارسی میں جو ان الفاظ کا نام آداب اور القاب رکھا ہے اردو میں اسکا ترجمہ ہو کر کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے مثلاً اگر کسی سے پوچھے کہ القاب اور آداب کو اردو میں کیا کہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا جواب کچھ نہیں ہو سکتا پھر ان الفاظ کا ترجمہ تو اردو میں اور بھی زیادہ مشکل بلکہ ہو ہی نہیں سکتا جیسے قبلہ و کعبہ کہ فارسی میں بڑے سے کا القاب، اوشفق مہربان ہمسکا اور بخوردار عزیزانہ جان چھوٹے کے واسطے مقرر ہے ترجمہ ہمسکا ہندی میں کوئی کیا کرے گا اور آدابِ ننگی اور سلام اور اشتیاق ملاقات اور دعائے عمر و حیات کی جگہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلف کرے بعضے لفظ کا ترجمہ کچھ لکھے بھی تو وہ بھی نرا دکھو سلا ہے اور کالونکواسس آشنائی نہیں ہوئی مثلاً نور چشم سعادت مند بلند اقبال طالعمرہ کا ترجمہ یوں لکھے آنکھ کی روشنی نیکبختی کے بھرے اونچے نصیب والے بڑھے زندگی اسکی ایسا ترجمہ اگر کسی فقہرہ کا ممکن بھی ہو تو محض پوچ اور چل ہوگا اور اسی طرح اور بھی بہت سے الفاظ عربی اور فارسی کے ایسے کہ اسکی جگہ اردو کا کوئی دوسرا لفظ نہیں ہو سکتا جیسے خط کو خط ہی لکھینگے اور بڑے کے پاس سے جو خط آوے تو اسکو عنایت نامہ کہتے ہیں اور بادشاہ کی حضور سے آوے تو فرمان اور امیر اور وزیر کی نوشت کو شفقہ اور پر وانه بولتے ہیں اور چھوٹا جو خط لکھے عرضیہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ اسکو کاتب کہتے ہیں اپنے تئیں کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیاز مند اور مخلص اور مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط ہوا اسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہیں پس ظاہر ہے کہ عنایت نامہ اور پر وانه اور فرمان اور شفقہ اور عرضیہ اور عرضی اور فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اردو میں کس طرح ممکن نہیں ہے اسکے

سوا جب تقریر زبانی میں جناب اور حضور اور پیر مرشد اور خداوند اور فدوی اور کمترین بولتے ہیں تو تحریر میں اسکا ترجمہ کیونکر ہو سکیگا یہاں بیان و فائدہ کی واسطے کیا گیا ایک تو یہ کہ مبتدی اسبات کو جانیں کہ اسطرح کے الفاظ ہندی کے نہیں ہیں دوسرے یہ کہ اس اثنا میں جو رقعات لکھے جائینگے ان میں ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسیکو جائے اعتراض باقی نہ رہے اب ہم خط کتابت کے دستور یہاں سے لکھے دیتے ہیں کہ اردو اور فارسی دونوں کے لئے کام آوین

دوسری فصل

خط لکھنے کی تعلیم میں کاتب یعنی خط والے کو چاہئے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنی جسے نام کا خط لکھنا ہے اسکا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ہے کچھ سن اور سال پر موقوف نہیں ہے بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی خیال پر خیال کی جاتی ہے اور کبھی سن اور سال پر مثلاً کوئی غریب مفلس اگر چہ عمر میں بڑا ہو اور امیر و متمند چھوٹا تو امیر کا رتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر میں چھوٹا اور جاہل بڑا تو جاہل کا مرتبہ چھوٹا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی خانسا مان یا درزی ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو تو وہ خانسا مان اور درزی اس امیر کو لڑکا سمجھے کے بنخوردار اور امیر اسکو بوڑھا جانے قبلہ و کعبہ لکھے یا مرید میر میں بڑا ہو اور پیر کم سن ہو تو مرید پیر کو عزیز از جان اور پیر مرید کو قبلہ و کعبہ لکھے پس میری دانت میں بڑائی اور چھوٹائی سن اور سال کے رتبے سے صرف قربت میں دیکھنے کے قابل ہے نہ غیر و نہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ فضل اور کمال کا خیال کرنا غیر میں اور سن و سال دیکھنا اپنے یگانہ نہیں ضرور چاہئے یعنی اگر منشی یا شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہو اور وہ علم کی راہ سے رتبہ میں بڑا یا

برابر ہو تو وہ عمر میں چھوٹا ہوا القاب موافق اسکے رتبہ کے لکھنا مناسب ہے
یہی حال ہی استاد اور پیر اور عالم اور مفتی اور قاضی کا اور اگر چھوٹا بھائی اور
بیٹا اور بھانجا اور بھتیجا رتبہ میں بڑا ہو مثلاً باپ جاہل اور بیٹا فاضل اور
بڑا بھائی فقیر یا پیدا و نین نوکر اور چھوٹا بھائی امیر خواہ تحصیلدار ہو تو دون
رتبہ کا لحاظ نہ کیا جائیگا اور بڑائی اور چھوٹائی سن و سال کی دیکھی جائیگی
یعنی باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جاہل ہر حال میں برزخوردار اور بڑا بھائی چھوٹ
بھائی کو عزیز از جان ہی لکھیگا جب یہ دریافت ہوا تو اب سمجھنا چاہئے کہ
ارکان خط کے اکیس ہیں یعنی استاد و ن خط میں اکیس باتوں کا ہونا
مقرر کیا ہے مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ اور آداب اور تخت اور
اشتباہیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہاریہ اور خطوں کے نام اور
خطوں کی رسید اور ادراکیہ اور کتاب کے نام اور مکتوب الیہ کے نام اور ویر
شخص کی صفت اور چیز کا بھیجنا اور چیز کا مانگنا اور اپنا آنا اور مکتوب الیہ کا آنا
یا جانا اور مطلب اور خاتمہ اور لفافہ بعضوں کے نزدیک خط کے ارکان میں
داخل نہیں ہیں اگر ہو تو بائیس ہوتے ہیں مقدمہ القاب برابری کے
خواہ بڑے کو القاب کے پہلے اسکی صفت کو صاحب کے ساتھ ملا کر جو الفاظ لکھے
جاتے ہیں اسکو مقدمہ القاب کہتے ہیں اور اس صفت کی ظاہر یا مخفی تین ہیں
پہلی قسم قرابت ہے جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب
اور مامون صاحب اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمیشہ صاحبہ لیکن
باب کے لئے مقدمہ القاب استاد و نکی تحریر میں نظر نہیں آیا بعض قبلہ گاہی صاحب
کہتے ہیں مگر فصیح نہیں ہے دوسری قسم خطاب ہے جیسے نواصب
اور راجہ صاحب اور خالص صاحب اور رانی صاحبہ اور بیگم صاحبہ تیسری قسم

صفائی ہی جیسے مولوی صاحب اور منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور نڈت صاحب اور آخوند صاحب اور آقا صاحبہ چوتھی قسم عہدہ ہی جیسے قاضی صاحب اور مفتی صاحب اور بخشی صاحب اور دیوان صاحب اور داروغہ صاحب اور چودھری صاحب اور چودہرین صاحبہ بلا پانچویں قسم ذاتی ہی جیسے شیخ صاحب اور میر صاحب اور مرزا صاحب اور خان صاحب اور لالہ صاحب اور بابائی صاحبہ فقط حنفی نہ ہے کہ چھوٹے اور ذنی کیواسطے مقدمہ القاب نہیں ہوتا کیواسطے کہ اسکے لقب کے ساتھ صاحب کا لفظ ملایا نہیں جاتا یعنی بھانجی صاحب اور بھتیجی صاحب اور باورچی صاحب اور چیراسی صاحب لکھنے کا دستور نہیں ہے لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب میں قبل از عزیز جان اور ارجمند وغیرہ الفاظ کے یا سو انکے اور کسیکو بھی اسی طرح لکھے تو اگرچہ وہ مقدمہ القاب ٹھہر گیا مگر صاحب کا لفظ اسکے ساتھ نہ لکھا جائیگا اور واضح ہو کہ مقدمہ القاب کے پہلے بھی بعض ایک لفظ بڑھایا کرتے ہیں جیسے جناب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب پس یہ لفظ بھی مقدمہ القاب میں داخل ہے

القاب پہلے جانا چاہئے کہ فارسی میں مراتب مکتوب الیہ کے بہت ہیں لیکن اس مقام میں بیان کرنا صرف انہیں مراتب کا جو اردو میں ضرور ہی مناسب سمجھاتا ہے سو یہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہیں یعنی ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہیں ہے یا ہمسر مطلق ہے کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب اسکا فارسی میں مرد کیواسطے مولوی صاحب مشفق مہربان کریم فرمائے مخلصان اور عورت کے لئے خانم صاحبہ مشفقہ محترمہ یا ایسا ہمسری کہ رتبہ میں کچھ بڑا ہے تو مرد کیواسطے راجہ صاحب عالیشان قدردان نیازمند

یا نواہ صاحب والا مرتبت عالی مناصب یا خالص صاحب معد فیض و احسان محزن جود و اتقان اور عورت کے واسطے رانی صاحبہ یا بیگم صاحبہ یا بابائی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر تہہ بین کچھ کم ہی تو مرد کو لالہ صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودہراہین صاحبہ عصمت مآب لکھینگے اور یہی حال ہی بڑیکا مثلاً اگر تہہ بین کچھ بڑا ہی تو مرد کو بردر صاحب قبلہ و کعبہ امید گاہ فدویان اور عورت کو ہمیشہ صاحبہ مکرمہ کمتر نیان اور جو اسے بھی زیادہ ہی جیسے باب اور پیر تو اسکو قبلہ کونین و کعبہ دارین اور پیر مرشد برحق خداوند نعمت مطلق اور مان اور پیرانی کو والد صاحبہ مکرمہ معظمہ مفتخہ اور اگر بہت بڑا ہی جیسے بادشاہ تو قبلہ عالم و عالمیان اور بادشاہ بیگم کو جناب عالیہ خاتون محدرات زمان و زمانیا اور مثل اسکے لکھنا چاہئے علی ہذا القیاس چھوٹا اگر کچھ چھوٹا ہی تو ہرادر عزیز ناز جان اور برخور دار نورالابصار اور بہن اور بیٹی کو ہمیشہ عزیز اور نور چشمی اور قرۃ العینی اور اگر اس سے بھی کم رفیق اور ملازم ہی تو مرد کو اعتضاد و ستان عزیز القدر شرافت پناہ صداقت دست گاہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دست گاہ اور جو بہت چھوٹا ہی تو مرد کو معتاد الخدمت فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھینگے اُردو خط میں بھی یہی الفاظ عربی اور فارسی کے خط میں لکھے جاتے ہیں لکھے جائینگے اور کبھی شخص کم رتبہ کا صرف نام ہی لکھ کر مطلب شروع کر دیتے ہیں اور ایسی تحریر اسوقت ہوتی ہے جب امر اپنے ادنی ملازم کو دستخط خاص سے شرف لکھتے ہیں ادعیہ ان لفظوں کو کہتے ہیں جو بعد القاب کے جملہ عربی کا دعا کے طور پر لکھا جاتا ہے اور اسکو دعا یہ بھی کہتے ہیں جیسے

ہمسر کے واسطے زاد لطفہ اور دام عنایتہ اور سلمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ اس کا اگر اردو میں چاہے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہے جیسے زیادہ ہو خوبی اور ہمیشہ رہے عنایت اُن کی اور مثل اسکے بڑے کیواسطے دام برکاتہ اور مدظلہ العالی اور خداوند ملکہ ترجمہ اسکا بھی ہو سکتا ہے جس طرح مذکور ہو چکا اور چھوٹوں کے لئے طالعمرہ اور مثل اسکے اور عورتوں کے واسطے انہین الفاظ میں ضمیر تائینت کی ہوگی جیسے مدظلہا اور طالعمرہ وغیرہ اور ادنیٰ کے واسطے بعافیت باشند و مورد مراحم بودہ بدانند اور بعضے لوگ عربی کی جگہ فارسی لکھتے ہیں جیسا سائے عالی بر سر فردیان مبسوط باد اور درجہ افزائے مراتب محبت باشند اور در حفظ الہی باشند لیکن اردو میں سوا دعائے عرشیہ عربی کے گنجائش اُن الفاظ کی ہرگز نہیں واضح ہو کہ مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ جب سب ملا یا جاتا ہے تب اس سب کو القاب کہتے ہیں جیسے منشی صاحب مخدوم نیاز مندان صمیم و قدیم زاد لطفہ آداب اس فقرہ کا نام ہے جو بعد القاب کے لکھا جاتا ہے اور جس طرح مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ سب ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اس طرح تجتبت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہاریہ سب کو ملا کر آداب کہتے ہیں چنانچہ حال اسکا ہر ایک کے بیان سے دریافت ہوگا تجتبت ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو نندگی اور کورنش اور تسلیمات اور چھوٹے کو دعائے درازی عمر اور مثل اسکے جو کچھ لکھتے ہیں اسکو تجتبت کہتے ہیں اشتیاقیہ ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑے کو متمنا اور آرزو اور چھوٹے کو خواہش جو لکھتے ہیں صرف انہیں الفاظ اور کلمات کو تینوں کی اصطلاح میں اشتیاقیہ کہتے ہیں ملاقاتیہ بعد لفظ اشتیاقیہ کے

ہمسر کی واسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور معانقہ جسمانی اور بڑے
 کے لئے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کو دیدار اور
 دیدہ بوسی وغیرہ الفاظ جو لکھے جاتے ہیں اسکو ملاقاتیہ کہتے ہیں صفت
 ملاقاتیہ اس ملاقات کی صفت میں جو فقرہ لکھا جاتا ہے اسکو صفت
 ملاقاتیہ کہتے ہیں جیسے ملاقات بہت آیات ملازمت کی مبالغہ خاصیت اور لا
 قدمبوسی والا اور دیدار فرحت آثار اور مثل اسکے اور بعض بعد ان الفاظ
 کے کلمات مبالغہ بھی زیادہ کرتے ہیں بعد کاف بیانہ کے جیسے کہ حد سے
 نہایتے ندارد و بشرح و بیان در نمی آید اور مثل اسکے کہ یہ کلمات بھی اسی
 صفت میں داخل ہیں مگر اردو میں ترجمہ صرف انھیں کلمات مبالغہ کا البتہ ہو سکتا
 ہے اور صفت کے الفاظ بدستور فارسی کے رہینگے انکا ترجمہ غیر ممکن ہی اظہار یہ
 بعد ان الفاظ کے جو مطلب لکھنے کی خبر دیتے ہیں اسکو اظہار یہ کہتے ہیں جیسے فارسی
 میں ہمسر کو مکشوف خاطر محبت مآثر باد یا میگردد اند اور بڑے کو معرض میدارد
 اور بعض عالی می رساند اور چھوٹے کو مطالعہ نمایند اور نگارش میروند
 لکھا جاتا ہے مگر اردو میں ان الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہیں ہو سکتا ہے ورنہ
 یوں لکھینگے ہمسر کو مطلب کہتا ہوں اور بڑے کو عرض کرتا ہوں اور چھوٹے کو
 واضح ہوا اور مثل اسکے پس جب یہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہئے کہ محبت سے لیکر
 اظہار یہ تک سب ملکہ آداب ہوتا ہے مثال اسکی بعد سلام و نیاز اشتیاق ملاقات
 بہت آیات کہ حد سے نہایتے ندارد عالی خاطر محبت مآثر باد ترجمہ اسکا بعد
 سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات کے جسکی حد اور نہایت نہیں ہے مطلب
 لکھتا ہوں اور بعد اداسے کو لرزش اور بندگی کے عرض کرتا ہے اور بعد دعا کے
 واضح ہو ترجمہ لکھنے والیکی تمیز پر موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اردو

زبان میں فصیح ہو سکتا ہے تو مضائقہ نہیں نہیں تو ضرورت نہیں کہ خطا اور مکتوب کو چھٹی یا پانی اور جہ اور قد مبوسی کو تک کہ سنی اور پالا گن لکھنے لگے اور واضح ہو کہ ادنیٰ کو مرد ہو خواہ عورت ادب نہیں لکھا جاتا اور عورت کو اسطرح اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہیں لکھنا چاہئے مگر درجہ اعلیٰ کی واسطے قد مبوسی تک جائز ہے **خطوں کے نام** خط اگر اُدھر سے آیا اور ہمسر کا خط ہے تو **الطاف** نامہ اور نامہ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا خط ہے تو **نوازش** نامہ اور **سرفراز** نامہ اور فرمان واجب الادغان اور منشور کرامت منشور اور چھوٹے کا خط ہے تو **کو** مکتوب غروب خط مسرت خط اور عرضی مسئلہ اور خط جواد ہے بھیجا ہے اگر ہمسر نے ہمسر کو بھیجا ہے تو اس کے مقابلہ میں اپنے خط کو **رقیمہ** اور **رقیمہ** نیاز اور اشتیاق نامہ اور بڑے کے مقابل میں **عرضیہ** اور **عرضی** اور **رضداشت** اور چھوٹے کے مقابل میں اپنے خط کو خط ہی لکھینگے لیکن بہت ادنیٰ کے مقابل میں اپنے تحریر کو شفعہ اور پردانہ لکھنا چاہئے اور ترجمہ ان سب الفاظ کا اردو زبان میں کچھ نہیں ہو سکتا چنانچہ حال اسکا ان الفاظ سے ظاہر ہے **خط کی رسید** اگر خط ہمسر کا پہنچا ہے تو فارسی میں یوں لکھینگے **وصول فرحت نمود** اور **وصول الطاف شمول فرمود** رنگ **وصول ریخت** اور مثل اسکا اور بڑے کی واسطے **درد فرمود** شرف **صدور** بخشید **نزول** اہلال **فرمود** اور چھوٹے کی واسطے **رسیدہ** مسرور گردانید **بلاحظہ گذشت** اور مثل اسکا اور بعض لوگ کلمات فخریہ اور سرد بھی ان الفاظ کے ساتھ ملاتے ہیں یعنی یوں لکھتے ہیں کہ **وصول نمود** و جمعبیت ظاہر و باطن **افزود** وصول نمودہ **مسرور گردانید** پر تو حلول **انگندہ** باعث **مفاخرت** گردید **ورد فرمودہ** **فرق عزت** و **افتخار** بفرق **فرقدان** رسایند **اردو** میں **ان فقرات** کے عوض ہمسر کو یوں لکھا جائیگا **الطاف** نامہ یا نامہ نامی یا محبت نامہ کے پہنچنے سے نہایت مسرور حاصل ہوا اور بڑے کو غنایت

نامہ یا سرفراز نامہ یا فرمان عالی کے پہنچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھو
کو خط تھا ہر پہنچا ہکو نہایت خوشی ہوئی اور ادنیٰ کو عرضی تھا ہری ملاحظہ سے
گذری **فائدہ** اب اس مقام پر اتنی بات قابلِ لحاظ کرنے کے ہے کہ مکتوب
الیہ کے جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین تین درجے اور پر بیان کئے گئے نہ
اس کا اردو کی تحریر میں اس مقام تک تو ہوا اب آگے جو مقامات آتے
ہیں انہیں ممکن نہیں ہے اور کہیں کچھ ہو بھی تو تکلف سے خالی نہ ہوگا اسی
نظر سے فارسی مثلاً لو نہیں بھی وہ رعایت موقوف کر کے صرف ایک ایک مثال لکھی
جاتی ہے جس طرح فارسی میں اپنے خط کے پہنچنے کو ہمسر کے مقابلہ میں بملاحظہ در
آمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلہ میں بملاحظہ اقدس در
آمدہ باشد از نظر فیض مظہر باریا بان حضور لامع النور در گذشتہ باشد
اور چھوٹے کو بمطالعہ در آمدہ باشد یا رسیدہ باشد اور مثلاً اسکے لکھتے ہیں
اردو میں ہمسر کو ملاحظہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو
پہنچا ہوگا لکھینگے اور اکیس خط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہیں
اسکو در اکیس کہتے ہیں مثلاً فارسی میں ہمسر کو یون لکھتے مضمون عطفوت
مشحون پر ایہ ایضاح یافت اور بڑے کو از ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور
چھوٹے کو بحقیقت مندرجہ آگاہی دست داد یا مدعاے معروضہ معلوم شد
اور اردو میں یہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا ارشاد
فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا
حقیقت معروضہ واضح ہوئی **کاتب** کے نام خط کا لکھنے والا اگر ہمسر
ہی تو اپنے تئیں ہمسر کے مقابلہ میں فارسی میں این دوست این مخلص این نیازمند
اور بڑے کے مقابلہ میں فدوی این خادم این مکتربین این نمک پروردہ اور چھوٹے

کے مقابلہ میں اینجانبے یا من جانباً دوست لکھنے اور اردو میں ہمسرہ ہو تو آپ اور
 بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم کہنا چاہئے مکتوب الیہ کے نام فارسی
 میں ہمسرہ کو آن کر فرما آن شفق آن کرم آن خدم آن شفیق آن ہر بان اور بڑے
 کو آنقبہ آنحضرت آنجناب آنخداوند نعمت اور حضور اور ملا زمان والا اور بندگان علی
 اور بندگان حضور اور چھوٹے کو آن عزیزان برادران برخور داران جان عمرآن
 سعادت سرمایہ بخش ہرگز آن نور دیدہ آن محمد الخدمت آن فدوی خاص اور اردو میں اپنے
 تین ہمسرے کے مقابلہ میں فدوی اور کمترین اور غلام اور چھوٹے کے مقابلہ
 میں اپنے تین ہم لکھنے **دوسرے شخص کی صفت اگر خط میں**
 کسی دوسرے شخص کا مذکور آجائے تو موافق اسکے رتبے کے اسکا انقاب
 لکھ کر اس کا نام لکھتے ہیں یعنی اگر ہمسرہ ہو یوں لکھتے ہیں میر صاحب شفق سید میر
 علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہئے کہ جناب مولوی صاحب
 قبلہ مولوی محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا جناب علی متعالی
 قبلہ عالم کے حضور سے ارشاد ہوا اور چھوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور برخور دار
 حسین احمد کی زبان سے واضح ہوا کلو کے عرض کرنے سے دریافت ہوا اور
 اگر نام اس شخص کا مکرر آوے تو یوں لکھنا مناسب ہے کہ ہم نے میر صاحب معصوف
 کو سمجھا دیا اور مولوی صاحب مدوح سے عرض کر دیا اور جناب علی قبلہ عالم
 کے حضور میں عرض کیا اور برخور دار مسطور اور برادر مرقوم سے کہہ دیا اور
 بعضے لوگ مکرم الیہ اور مغزی الیہ اور معظم الیہ اور مومی الیہ اور مثالیہ
 اور نام بردہ لکھتے ہیں **چپیز کا بھیجنا** اگر کوئی چیز ہمسرے کے پاس
 بھیجی ہے تو لکھنا چاہئے کہ آپ کے پاس بھیج دی اور بڑے کو کہ خدمت عالی
 یا حضور والا میں ارسال کی اور چھوٹے کو لکھے کہ تمہارے پاس یا تم کو بھیجی

چیسر کا مانگنا اگر ہمسر سے طلب منظور ہی تو بھیج دیجئے یا لطف فرما
 اور بڑے سے طلب کرے تو عنایت کیجئے یا محنت فرمائے اور چھوٹے سے
 مانگے تو روانہ کرو اور ارسال کرو اور بھیج دو لکھے اپنے آپ کا حال
 ہمسر کے مقابلہ میں بندہ حاضر ہوا تھا اور بڑے کے مقابلہ میں کمترین مشرف
 ہوا تھا کمترین ملازمت کو غلام قد مبوسی کو حاضر ہوا تھا اور چھوٹے کے مقابلہ
 میں ہم تمھارے یہاں گئے تھے یا میں تمھارے یہاں گیا تھا یا حضور بادولت
 رونق افزا ہوئے تھے مکتوب الیہ کے آنے یا جانے کا حال
 اگر ہمسر ہی تو اسکے آنے کو اپنے کرم فرمایا تھا اور تشریف لائے تھے اور قدم
 رنجہ فرمایا تھا اور جانے کو آپ جب سے تشریف لیگئے ہیں لکھنا چاہئے اور
 بڑے کو جناب یا حضور رونق افزا ہوئے تھے یا جب سے کلکتہ کو تشریف
 فرمایا نہضت فرما ہوئے اور چھوٹے کو تم یہاں آئے یا حاضر ہوئے تھے
 اور جب سے بنارس سدھارے یا اگر گئے ہو مطلب خط پہنچا حال معلوم
 ہوا ہمنے پہلے ظہرانہ کیا ہی پہنچا ہوگا اس سے حال ہمارا دریافت ہوا ہوگا
 جب سے تم ادھر گئے ہو کچھ نہیں بھیجا ہی اب میز شاعر علی پہنچتے ہیں انکے
 ہتھ پانچ ہزار روپے بھیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہی نہیں تو تم آپ آؤ خامتہ
 بعد تمام ہونے مطلب کے ہمسر کو لکھے زیادہ کیا تصدیق دون زیادہ کیا تکلیف
 دیجاوے زیادہ کیا گزارش کرے اور فارسی میں بعض جواسکے بعد فقرہ دعا
 اور بھی بڑھاتے ہیں جیسا ایام جمعیت و شادمانی مدام بکام باد و عمر و دولت
 روز افزون باد وغیرہ جو اردو میں چاہئے تو یوں لکھے خوشی اور شادمانی ہمیشہ
 نصیب رہے اور عمر و دولت روز بروز زیادہ ہوتی رہے اور مثل اسکے اور بڑے
 کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے واجب تھا عرض کیا سایہ آپ کا

ہمارے سر پر یہ ہے آفتاب و لیل و اقبال کا تابان رہے اور چھوٹے کو زیادہ کہا لکھا جاوے
 تاکہ جانو اور تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھو اور موافق لکھنے کے عمل میں لاؤ **فصل**
 واضح ہو کہ مطلب خط کا مثلاً اسی قدر جو اوپر لکھا گیا اور یہ بھی فرض کر لیا جائے
 کہ لکھنا والا اسکا کوئی جاہل ہی اور وہ بہت بدین جانتا کہ دستور خط لکھنے کا کیا ہے
 صرف اپنا مطلب بیان کر دیتا ہے صورتیں لکھنے والے پر واجب ہے کہ کتاب و مکتوب
 ایسے کے مرتبے کو سمجھ لے اور اسکو تمیز دے کہ یہ مطلب ہمس کو کس طرح اور کس کو کس طور اور
 چھوٹیکو کیونکر لکھنا ہوگا اور صورتیں لکھنے والا اگر تھوڑی سی بھی سمجھ لکھتا ہے تو قواعد
 مذکورہ کے بیٹھ کر بخوبی صاف و روانہ ہو گیا کچھ حاجت زیادہ تعلیم کی باقی نہیں رہی یعنی
 اگر مقدمہ القاب سے لیکر مطلب اور رخصتہ تک جو باتیں ہر ایک کے واسطے لکھی گئیں ہر ایک پر نظر
 کر کے لکھے تو باج خط اسی ایک مطلب کی عبارت مختلف میں پیدا ہوتی ہے خط پہلا نمبر
 کے نام مولوی صاحب شفیق کرم معظم زاد لطفہ بعد سلام و نیاز اور شہنائی ملاقات
 مست آیت کے کہ بیان کا یہی مطلب لکھنا ہوں کہ نامہ نامی کے پیچھے دکنو نہایت خوشی حاصل
 ہوئی مضمون اسکا بخوبی سمجھا گیا اسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نامہ بھیجا ہے ملاحظہ ہوا ہوگا امیر
 صفا شفیق میر شاعر علی صاحب حاضر ہونے میں پانچ ہزار روپے میر صاحب موصوف کے ہاتھ سے
 لطف فرما کر توندہ حاضر ہو سکتا ہے نہیں تو آپ ہی تشریف لائے زیادہ کیا تصدیق و دل
 خط دوسرا بیکے نام جو قربت لکھتا ہو بلور صاحب تلم و کعبہ و جہان امیدہ فوٹ
 مذطلہ بعد ادا التہنات اور تہنات ملازمت کی کیا خاصیت کہ شرح اسکی تحریر میں نہیں ہو سکتی گزارش
 کرتا ہے کہ نوار شہنا علی نے سرفراز فرمایا اور ارشاد فیض بیٹا داکا ہی بخشی قبل اسکے کمرے میں
 بھی طلحہ عریضہ سال لیکتا شرف ہوا ہوگا اجنا میر صفا قبلہ میر شاعر علی صفا تشریف لائے ہیں پھر
 روپے میر صاحب مدوح کے ہاتھ عنایت ہوں تو فدوی خدمت عالی میں
 فیض یاب ہو نہیں تو جناب ہی تشریف فرما ہوں زیادہ کیا عرض

کون تیسرا خط بڑیکے نام جو مرتبہ میں بڑا ہو
جناب حضرت صاحب پیرو مرشد برحق و شکیر مطلق دام برکاتہ بعد ادا کرنے کو رش
اور بندگی اور آرزوئے قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقت اسکی تحریر کی نہیں عرض کرتا ہے
کہ غنایت نامہ والا نے عزت اور آبرو بخشی اور ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع
فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے گزری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم
مکرم میز شاعر علی صاحب خدمت اقدس میں فیض یاب ہوتے ہیں پانچہزار روپے
میر صاحب معظم الیہ کے ہاتھ غنایت ہوں تو کمترین دولت قدمبوسی کی حاصل
کے نہیں تو نندگان عالی آپ رونق افروز ہوں زیادہ حد اب
چوتھا خط چھوٹے کے نام جو قرابت میں چھوٹا ہو
برخودار نور چشم سعادت و اقبال نشان طالعہ بعد عاے درازی عمر
اور خواہش دیدار فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مسرت خط پہنچا مطلب دریافت
ہوا پہلے سننے بھی ایک خط روانہ کیا تھا تمہارے مطالعہ میں آیا ہوگا اب عزیز
از جان میز شاعر علی پہنچتے ہیں پانچہزار روپے انکے ہاتھ بھیج دو تو ہمارا آنا ہوتا
ہی نہیں تو تمہارا آنا ضرور ہی زیادہ اس سے جو لکھا جائے اسکو تھوڑا بچا
پانچواں خط چھوٹے کے نام جو رتبہ میں چھوٹا ہو
معتد الخدمت شرافت و سنگاہ خوش اور مخطوطار ہو عرضی مرسلہ پہنچی حال
معلوم ہوا نوشتہ یہاں کا بھی ملکہ پہنچا ہوگا اب عزیز القدر شاعر علی روانہ کئے
جاتے ہیں چاہئے کہ پانچہزار روپے مشار الیہ کے ہاتھ بھیج دو تو ہم آدین نہیں
تو تم اپنے تئیں پہنچاؤ زیادہ تاکیہ جانو اور تحریر خطوط کا طرز بھی یاد رکھنے
کے قابل ہی ان دنوں تو اکثر یوں ہی لکھتے ہیں کہ ہمسار و چھوٹے کو ایک
فرد کا غزمین بیچ شکن دیکر پیشانی پر الف کھینچ کر اور پیشانی چھوڑ کر ایک طرف

سیدھی سطرین اور کنارے پر ٹیڑھی سطرین لکھتے ہیں اس صورت پر
ہمسرا اور چھوٹیکے نام کے خط کا نقش

میر صاحب شفیق بہرمان کر فرمای خالصان
بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے دعا یہم
ہی کہ بندہ محرم کی دسویں تاریخ جمعہ کے
دن خیریت سے آگاہ ہیں پنچا جناب مولوی
صاحب اسی ملاقات کیا چاہتا تھا مگر
اس سبب سے کہ شاید کہ بلا گئے ہوں نہیں گیا
دوسرے دن ان کی خدمت میں حاضر
ہوا نہایت تپاک اور اخلاق سے ملاقات
فرمائی اور اپنا آدمی بھجوا کر اسباب ہمارا
سر سے اٹھا منگایا اور فرمایا کہ تمھاری

میر صاحب شفیق بہرمان کر فرمای خالصان
بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے دعا یہم
ہی کہ بندہ محرم کی دسویں تاریخ جمعہ کے
دن خیریت سے آگاہ ہیں پنچا جناب مولوی
صاحب اسی ملاقات کیا چاہتا تھا مگر
اس سبب سے کہ شاید کہ بلا گئے ہوں نہیں گیا
دوسرے دن ان کی خدمت میں حاضر
ہوا نہایت تپاک اور اخلاق سے ملاقات
فرمائی اور اپنا آدمی بھجوا کر اسباب ہمارا
سر سے اٹھا منگایا اور فرمایا کہ تمھاری

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہی یعنی دونوں طرف سے
حاشیہ توڑ کے اور پیشانی زیادہ چھوڑ کے پہلے القاب بیچ سطر میں آئے
بعد سطرین سیدھی لکھتے ہیں اس طرح بڑیکے نام کے خط کا نقش

عمو صاحب قبلہ و کعبہ و جہان مذللہ العالی
بعد آداب اور تسلیمات کے عرض کرتا ہی کہ آج نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
دام اقبالہ کا لشکر مقام کانپور میں داخل ہوا اور کل بعد دوپہر لکھنؤ
کو کوچ کر گیا۔ وی بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہوگا اس واسطے گذارش ہے کہ

کوئی مکان قابل گزارے کے کہ میرے رہنے کا مقام علیحدہ اور شاگرد پیشہ اور باورچی خانہ وغیرہ علیحدہ ہوا اور باہر اسکے گھوڑے اور پالکی اور اونٹ اور چھکڑے کی گنجائش ہو پہلے سے کرایہ لے رکھئے گا کہ وقت پہنچنے کے تلاش کی حاجت اور تکلیف نہ ہو زیادہ حد ادب فقط عرض کیے تین فیاض علی خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

کی حضور فیض گنجور مین عرض کرتا ہوں
کہ فدوی دو برس سے امیدوار پرورش حضور والا مین حاضری اور اکثر شاگرد ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدہ کے حکم مناسب دیا جائیگا جو ان دنوں عہدہ روبرو کارنولسی کا بندگان عالی کی کچھری مین خالی ہے اس صورت مین امیدوار فضل و کرم کا ہون کہ پرورش فدوی کی اس عہدہ پر فرمائی جائے تو عین خاوندی ہے واجب تھا عرض کیا فقط

آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ تابان رہے فقط
اور عدالت کے کاغذ و نیک لکھنے کا طرز ہی جاتا ہے کہ اسکا عجیب و غریب انداز
بیان اگر خدا نے چاہا تو دوسرا سال مین کیا جائیگا لیکن یہاں چند سوالات کا نقشہ نمونہ کے طور پر لکھا یا جاتا ہے کہ بتدی اسکے لکھنے کے طرز آگاہ ہو جائیں

سوال کا نقشہ صاحب حج کی واسطے

غریب پر در سلامت

مجھ مدعی کا مقدمہ شیخ امام بخش مدعا علیہ کے نام پر بابت دخل پانے ایک منزل جو پل قیمت دو سو بائیس روپے کی منصف شہر کی کچھری مین دائر ہے اگرچہ منصف صاحب انصاف سے مجھے امید ہے کہ اپنے حق کو پہنچے گا لیکن مدعا علیہ منصفی کا وکیل ہے اس سبب اندیشہ اس بات کا ہے کہ کچھ کاغذات مین کی طرح حلی چالائی

نکرے اس واسطے امیدوار ہوں کہ مفاد میرا منصف شہر کی کچہری سے طلب ہو کر خواہ حضور میں فیصل ہو یا صدر الصدور صاحب کی کچہری میں تجویز کے واسطے بھیج دیا جائے فقط

سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کیواسطے

عبد اللہ بن محمد

غریب پرور سلامت

موضع رحمی پور پر گنہ موچھپون زمینداری موروثی مجھے نمبردار کی ہے اور آج تک اسپر قبالہ اور متصرف ہوں اندون مجھے سائل نے موضع مذکور کو سنا ہو بچپن روپے کے عوض ساہ پورن مل کے ہاتھ بچہ قبائلی بیگناہ لکھ دیا اس واسطے یہ سوال حضور میں گذرانکہ امیدوار ہوں کہ مجھے نمبردار کا نام خانہ زمینداری سے خارج ہو کر مشتری کا نام داخل فرمایا جائے فقط

سوال کا نقشہ صاحب مجسٹریٹ کے واسطے

عبد اللہ بن محمد

غریب پرور سلامت

داد خواہ اپنے مکان کی دیوار جو اس برسات میں گر پڑی تھی بلند کیا چاہتا ہے لیکن شیورتن چودھری زبردستی سے اٹھائے نہیں دیتا اور مزدور و کمو مار پیٹ کر ہنگامہ اور فساد پر مستعد ہوتا ہے اور اسکے پہلے ۲۸ جون کو میرے سوال پر کوٹوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سواب تک نہیں پہنچی جو طرف ثانی کا کچھ ہرج نہیں اور داد خواہ کو مکان کے بے قید ہونے سے بڑا خوف چوری کا رہتا ہے اور بے پردگی سے بہت تکلیف ہے اس واسطے امیدوار ہوں کہ لا کوٹوال پرتا کیہ فرمائی جائے کہ دیوار تنازعہ کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر طریقہ کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور میں جلد بھیج دین کہ فدوی اپنے حق کو پہنچے

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ اور فرمان کی صورت ایک ہی ہے لیکن جو بادشاہ

کی حضور سے آوے تو اسے فرمان اور جو امرا اور وزراء اور ناظم اور حکام کی طرف سے آوے تو اسے ثقہ اور پروانہ کہینے صورت اسکی یہ ہے

فرمان یا شفقہ یا پروانہ کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان ارادت بنیان موثر ملاحظہ ہو
عرضداشت اس فدوی خاص کی نظر سے گزری دس ہزار
روپے جو قلعہ کی مرمت کیلئے طلب کیا ہے خزانہ عامرہ
بھیجا جاتا ہے جس طرح آگے ارشاد ہو اہی اس روپے کو
مرمت میں لگا دو اور چاہئے کہ نوروز کے جشن کے پہلے
قلعہ کی کل مرمت ہو جائے اس امر میں تاکیہ جانکہ
موافق ارشاد فیض بنیاد کے عمل میں لاؤ المرقوم غرہ
شہر ربیع الاول سنہ جلوس والا

لفافہ

جس کا غد میں خط لپیٹا جاتا ہے اسکو لفاظ کہتے ہیں ایک طرف سے بالکل
صاف بدون وصل کے ہوتا ہے اور دوسری طرف وصل ہوتا ہے کہ اسکو
لاکھ اور گوندھ وغیرہ سے بند کرتے ہیں جدھر صاف ہوتا ہے اس طرف
پہلی سطر میں سر پر صرف الفاظ انشاء اللہ تعالیٰ یا بعونہ تعالیٰ کا لکھکر
اسیکے برابر خواہ اس کے نیچے سے تپا اور نشان اس ملک اور مقام کا جہان
خط بھیجنا منظور ہے اور مکتوب الیہ کا نام مع اس القاب کے جو خط میں ہے
واسطے لکھا گیا ہے لکھا جاتا ہے اور اس سطر کے نیچے گوشے میں وہ کلمات جو
خط کے پہنچنے کی واسطے دعا کے طور پر ہوتے ہیں اور ہر ایک کے مرتبہ کے موافق
مقرر ہیں لکھتے ہیں اور جدھر بند کیا جاتا ہے اُدھر کاتب کا نام اور تاریخ اور

روانگی کا دن لکھنا واجب نقشہ اسکا ہمسر کے نام بعونہ تعالیٰ خط
 ہذا بذرا لکھنے لکھنؤ پہلے محلہ مغل پورہ رسیدہ مطالعہ ساطعہ یا مطالعہ گرامی
 یا مطالعہ ساحل یا ساحلی خدمت یا بگرامی خدمت خان صاحب شفیق مکرم مظہر
 الطاف و کرم امیر اللہ خان صاحب زاد غنایتہم اور بڑے واسطے
 انشاء اللہ تعالیٰ عریضہ ہذا یا عرضی ہذا دربار سن محلہ منڈوی وال رسیدہ از
 نظر فیض مظہر یا بشرف یا بخدمت یا بعالی جناب یا بجنور فیض گنجور جناب
 مستطاب قبلہ و کعبہ و جہان امید گاہ فدویان جناب مزار اکرم اللہ بیگ
 صاحب دام ظلہم اور چھوٹے کیواسطے انشاء اللہ تعالیٰ خط ہذا دربار
 کا نہ پور محلہ پکا پور رسیدہ بسور مطالعہ یا مطالعہ مباہجہ برادر عزیز
 از جان قوت بازو ناتوان شیخ امیر علی طال اللہ عمرہ اور دوسری طرف
 جدھر خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ ہمسر کے مقابلہ میں اس طرح رقمہ لود
 یا رقمہ نیاز محررہ یا ملتہ حسین علی عفی اللہ عنہ سیاتہ از اکبر آباد ۲۰ ربیع الاول
 ۱۲۸۰ ہجری اور بڑے کے مقابلہ میں عریضہ یا عرضی اند
 مراد آباد معروضہ نہم ماہ محرم الحرام ۱۲۸۰ ہجری کترین امام علی اور
 چھوٹے کے مقابلہ میں اراقم یا رقمہ الدعاء عبد العلی عفا اللہ عنہ از
 گورکھ پور غرضہ یا مرقومہ دہم شعبان ۱۲۸۰ ہجری واضح ہو کہ شفقہ اور پروانہ
 یا ادنیٰ کے نام کا جو ہوگا اسکے لفظ پر مطالعہ اور فقرہ دعائیہ جو خط پہنچنے کے
 واسطے لکھتے ہیں نہ لکھنے صرف پتا اور اسکا القاب اور نام لکھینگے اور
 قاعدہ دونوں سے مخفی نہیں ہے کہ یہ الفاظ جو لفظ کیواسطے موافق مرتبہ علی
 اور ادنیٰ اور مساوی کے فارسی میں مقرر ہیں اردو زبان میں ترجمہ اسکا کیونکہ
 اور کیا ہو سکتا ہے یعنی سامی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور شرف خدمت

اور نظریض منظر اور عالی جناب اور حضور فیض گنج اور مشرف باد اور ربیع
الوداد اور عزیزہ وغیرہ کے عوض بین ہندی کا کوئی لفظ قائم کیا جاوے مگر
یہ کہ اگر فارسی کو مٹا کر خواہ ہندی لکھا جاتا ہے تو وہ سب بائین چھوڑ کر
یوں لکھے یہ خط لکھو محلہ سعادت گنج میں پہنچا میر صاحب مشفق یا برادر صاحب
قبلہ یا بخوردار سعادت نشان فلانی کو پہنچا اور دوسری طرف صرف
اپنا نام امیر علی مقام بین پوری چوہتی رمضان ۱۰۳۰ ہجری قاعدہ تحریر
میں اگر نام کسی پیغمبر کا آو تو اس نام کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام کی
کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ اور ان کے اصحاب میں اگر
ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہوں تو رضی اللہ عنہما اور اس سے
زیادہ ہوں تو عنہم اور اولیا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قس اللہ
سرہ دوسرے اشخاص کے واسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مر گیا ہو تو مرحوم
اور مغفور اور بادشاہ کے حق میں حضرت خلد مکان اور جنت آرام گاہ یا
جو لقب بعد مرنے کے ان کے لئے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور
حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر و شیکر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ
اللہ علیہ اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز
اور والد مرحوم برادر مغفور اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت نفل سبحانی
خلد مکان اور ادنیٰ کم مرتبہ کی واسطے مرد ہو تو متوفی جیسے پیر و جولاہہ
متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسی بھٹیاری متوفیہ اور ہند و اگر رتبہ کھتا
ہو تو اس کو بھی متوفی لکھنا چاہئے جیسے رام سنگھ زیندار متوفی فقط

نیمسرا باب خطوط اور رقعات میں

اس میں چار فصلیں ہیں پہلی فصل میں ہمسروئے خطوط اور ان کے جواب میں جانا چاہئے کہ اس فصل میں چھ خط اور ایک رقمہ معہ جواب اور ایک خط غیر جوابی ہی پہلا خط جواب طلب مرغ جان کو قفس میں سے رہائی ہوتی لیکن اس جان جان سے نہ جدا ہوئی شفیق میرے جہن سے آپ کلکتہ تشریف لینگے لکھنؤ کا شہر میری آنکھوں میں اجاڑا اور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ہی بیٹھا ہوں تو جگر میں درد بے اختیار آیا اٹھتا ہی کہ بے چین ہو کر اٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور اٹھتا ہوں تو نا توانی سے ہر تھرا کر ناچار بیٹھتا جاتا ہوں روگٹار و گٹا بدن میں نشتر سا چھتا ہی اور کلیجا آٹھ آٹھ ہر آگ کے انگارے کی طرح پھکتا ہی کھانا پینا چھوٹ گیا اور دل کے زخم کا ٹانکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب میں بھی صورت نہیں دکھاتی اب موت بھی مجھ سے آنکھ چراتی ہی دن کو بن پانی کی چھلی کی طرح تڑپتا ہوں رات کو کروٹیں بدل بدل کر کانٹوں پر ٹوٹتا ہوں میں تو بہتیرا اپنے تئیں سنبھالوں لیکن بقول میان مصحفی صاحب کے دل کو کیا کروں بدلت دکے دھڑکے کا یہ عالم ہی کہ بے منت دست پرزے ہو ہو کے گریبان اڑا جاتا ہی افسوس کی بات ہی کہ میرے دل کا تو آپ کی یاد میں یہ حال ہی اور آپ نے مجھے ایسا دل سے بھلایا کہ کبھی پیام اور سلام سے بھی یاد نہ فرمایا خدا کے واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمائیے اور خوش خبری ملاقات کی جلد سنائیے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی بہت خفہ لیکر بھجوائے کہ جدائی کے رنج سے مارے تو گتنا ہی ہوں اب ہر ساعت آپ کی انتظاری میں گھڑی سے دم شماری کیا کروں والسلام

دوسرا خط اسکے جواب میں

خواب میں تم نے اگر شکل دکھائی تھوتی جو بلا جان پہ آئی ہے نہ آئی تھوتی
 شفیق میرے غنایت نامہ کیا پہنچا کا غذا کا جگر کے زخم کیواسطے کافور کا مرہم
 تھا اور ہر لفظ پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کی زلف کا عالم تھا
 سفیدی اسکے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی پتلی کی سیاہی تھی جس قسم سے بیہوش
 لکھا گیا گو یا سرے کی سلائی تھی کہ اسکے ہر لفظ سے آنکھ روشن ہو گئی اب اپنا
 حال کیا لکھوں جدائی سے بیتاب ہوتا ہوں اور آٹھ پہر آپ ہی کی کہانی دل
 سے کہتا ہوں پدیاں شمع کی طرح جلتی اور مثل موم کے کچھلتی ہیں دہلا اتنا ہو گیا
 ہوں کہ پانی کی لہر کی طرح اپنے آنسو کے دریا میں آپ ہی بہا جاتا ہوں ہر خند
 کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہیں ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پھر وہی صحبت اور وہی
 راتیں ہیں اور وہی دن رات کی ملاقاتیں ہیں اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی پیر
 ہی اور مر گئے تو اپنا فاتحہ خیر ہی گھڑی بہت نفیس اور عمدہ بھیجتا ہوں اسکی سوئی
 سے آپ ہماری ناتوانی اور سرگردانی سمجھ لینگے اور پرہیز اسکے ہمارے دیکے پرزدنے
 خبر دینگے زیادہ سوائے اشتیاق ملاقات کے کیا لکھوں تقسیمِ خط جواب طلب
 خالص صاحبِ شوق مہربان کہ مفر ما میرے سلامت رہے بوسلام اور اشتیاق ملاقات
 کے گذارش یہ ہے کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مالِ پشمینہ کا کئی دن سے یہاں
 لائین ہیں اس مال میں ایک دو سالہ سفید دوردار سوزن کا قیمتی بارہ سوز
 روپے کا بہت بھلا معلوم ہوا سوزو پے بیجانہ دیکر آٹھ دن کے وعدہ پر جا گڑ
 لیکر رمضانِ خدمتگار اور پرسن کھار کے ساتھ خدمت عالی میں روانہ کیا ہے
 اگر پسند ہو تو رکھ لیجے اور اطلاع کیجے کہ باقی قیمت بھی ادا کر دیجائے نہیں تو
 پھیر بھیجے گو واسطے کہ بعد آٹھ دن کے پھر نامشکل ہی زیادہ خیریت

چوتھا خط اسکے جواب میں منشی صاحب مخدوم مکرم غایت فرمائے
 نیازمندان زاد عنایت بعد سلام اور اشتیاق مواصلت کے التماس یہ ہے کہ
 نامہ نامی معہ دو شالہ سفید دور دار قیمتی بارہ سو روپے کا پہنچا شکر اس غایت
 کا کہان تک بیان کروں مجھے ایسے دو شالہ کی بہت دلون سے تلاش تھی فی الحقیقت
 بہت ہی تحفہ ہی اور نیازمند کو نہایت پسند ہوا ہنڈوی پندرہ سو روپے کی
 پہنچتے ہی بارہ سو روپے بابت قیمت دو شالہ کی سوداگر کو دیکر تین سو روپے کا
 رومال اسکے جوڑ کا خرید کر کے غایت فرمائیے زیادہ نیاز پاچوان خط
 جواب طلب راہ صاحب عالی قدر قدر افزائے نیازمندان زاد اشتیاق
 شرح اشتیاق ملاقات کیواسطے ایک دفتر چاہئے ناچار اس سے درگزر کر کے
 مطلب عرض کرتا ہوں کہ بندہ ناچیز ہر چند کسی بات کی لیاقت نہیں رکھتا لیکن سرکار
 کے مختاری عہدے پر مامور ہو کر دو برس سے حاضر باش کچہری تھا اور تین مرتبہ
 مقدمہ آپ کا تجویز ثانی کیواسطے ضلع پڑھیا گیا اور پھر عدالت صدر میں دائر
 ہوا باری المحمد لکھ نہدہ کی شرم خدا اُنٹعالی نے رکھ لی یعنی مقدمہ آج
 تینوں حاکم کے اجلاس میں پیش ہو کر ضلع کا فیصلہ منسوخ ہوا اور آپ کے حق
 میں ڈگری ہوئی حق تعالیٰ مبارک کرے اب ہماری محنت اور جانفشانی کی
 قدر دانی آپ کے ہاتھ ہی زیادہ کیا عرض کروں چھٹوان خط اسکے
 جواب میں میر صاحب جمیع الطاف بیکران زاد محبتہ بعد شوق معانقہ جہاں
 کہ موجب لذت زندگانی ہے مدعا لکھا جاتا ہے کہ خط آپ کا واسطہ سبزی کا پہنچا
 دلو نہایت خوشی حاصل ہوئی حقیقت میں ریاست خاندانی ہماری آپ کی محنت
 اور جانفشانی سے قائم رہنی مختاری کیسی سمجھنے آپ کو اپنے سے بہتر تجویز کر کے
 مقدمہ پیروی و خبر گیری کیواسطے تکلیف دی تھی بالفعل ایک دو شالہ اور

رو مال اور ایک گھوڑا مع ساز و پیم کے طور پر بھیجا جاتی ہے اگر قبول فرما تو عین مہربانی ہے اور ہم ساری عمر آپ کی خدمت گزاری کے واسطے حاضرین زیادہ اشتیاق
ساتواں خط جواب طلب مولوی صاحب مصدر اشفاق فراوان مظهر
 اخلاق پیدایان زاد عنایت بعد سلام اور تمناے ملاقات کے عرض کرتا ہوں
 کہ بندہ آپ سے رخصت ہو کر فرخ آباد میں پہنچا اور صاحب محسرت بیٹ بہاد
 سے ملازمت حاصل کی صاحب مدد و ح لے کار گزاری کے پروانے اور نیکمافی
 کی چٹھیاں ملاحظہ فرما کر امید وار فرمایا ہے کہ جب کوئی عہدہ خالی ہو گا پرورش
 تمھاری کی جائیگی بالفعل کوئی عہدہ خالی نہیں ہے شاید چند روز کے بعد کوئی
 تھانہ داری خالی ہو اسی امید پر اگر فرمائیے تو بھڑون نہیں تو جیسا ارشاد ہو
 ویسا عمل میں لاؤں زیادہ کیا تصدیح دوں **آٹھواں خط اسکے جواب**
 میں مرزا صاحب سر ایا لطف و عنایت زاد محبت بعد یہ سلام مسنون اور اشتیاق
 ملاقات مسرت آیات کے واضح رائے سامی ہو کہ محبت نامہ عین انتظاری میں پہنچا
 حال مرقومہ دریافت ہوا بندہ کی رائے میں اگر کوئی عہدہ سر رشته داری
 خواہ رو بکار نویسی کا خالی ہو تو مضائقہ نہیں ہے نہین تو تھانہ داری سرگز
 قبول نہ فرمایا گیا بھوکا اور رنگارنگ ہنا بلکہ بھیک مانگنا بہتر ہے مگر تھانہ داری کی
 نوکری اُس سے بدتر ہے یہ عجیب طرح کا عہدہ بیہودہ ہے کہ اگر کوئی واردات
 اور سانحہ مثل چوری اور خون وغیرہ کے اپنے تھانہ کے علاقہ میں ہو جائے اور
 چور اور خون گر قمار نہ ہو تو ادھر تو حکام ناراض اُدھر ناراضی ثابت ہوتی ہے بلکہ
 نوکری ہی جاتی ہے تب خواہ مخواہ بیگناہ پر بھی گناہ ثابت کرنا پڑتا ہے پھر
 اس طرح کا وبال اپنے سر پر لینا اور تہمت کسی پر رکھ دینا کسی مذہب میں جائز نہیں
 ہے آئندہ آپ کو اختیار ہے **نواں خط جواب طلب حضرت**

سلامت بندہ آج آپ کے خط کے وسیلہ سے لالہ صاحب کی خدمت میں حاضر
ہوئی انہی حقیقت جقد رشنا اور صفت ان کی آپ کی زبان مبارک سے سنی تھی
انکو اس سے زیادہ پایا میرے ساتھ نہایت محبت اور اخلاق سے پیش آئے اور
فرمایا کہ میں آپ کے کام میں دل و جان سے محنت کروں گا اگرچہ انکی وضع داری
دیکھ کر میرا اطمینان قرار واقعی ہو گیا لیکن بعضی باتیں پہلے سے گوش گزار لا
کر دینا مناسب ہے اور بندہ خود اسکو کہہ نہیں سکتا اس صورت میں اگر حضرت
فرصت کیوقت خود تشریف لیجلیں اور بندہ بھی ساتھ چلے تو سب باتیں اسی
وقت بخوبی ہو سکتی ہیں زیادہ کیا تکلیف دیجائے **دسوان خط اسکے**
جواب میں بندہ نواز لالہ صاحب کی تعریف آپ جو کچھ لکھیں سو تھوڑی سی
ہی یہ شخص خلق اور مروت میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اگرچہ بندے کے حاضر
ہونے کی کچھ ضرورت نہ تھی اور مومی الیہ آپ کے فرمانے سے کبھی باہر اور
قاصر نہ ہوتا لیکن موافق ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہونگا اور ہمراہ رکاب چلوں گا
زیادہ نیاز **گیا رہوان خط جواب طلب** جناب شاہ
صاحب معان معرفت اور حقیقت مخزن شریعت اور طریقت زاد عرفانہ
بعد تمہید لوازم نیاز اور مراسم سلام مسنون الاسلام مکلف اوقات بابر کا
ہوں کہ آج ایک مجلس میں مذکور تفسیر اور حدیث کا ہوتا تھا بیان الم کا آگیا
اور گفتگو اسبات میں ہوئی کہ مفسرین نے جو ان حروف کا بیان تفسیر و تہن
لکھا ہے سو معلوم ہے لیکن معلوم نہیں کہ حضرات صوفیہ اپنے طور پر کیا
فرماتے ہیں آخر یہ بات ٹھہری کہ حضرت کو کچھ اسکے بیان کی تکلیف دیجائے
اس واسطے امید وار ہوں کہ جناب کے بقدر اسکے بیان میں تکلیف فرمائیں تو
ہم لوگوں کو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گزارش کروں

بارِ ہوان خط اسکے جواب میں

محب الفقرا محبوب دلہا سلامت سلام تحفہ اسلام فقیر کی طرف سے دیا یہ پہنچے پھر کل
کا جواب ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یکتائی کا کہ میں ایک ہوں اکیلا سب سے
جد ابتدا کے اول اور آخر میں میں ہوں اور انتہا کے بھی اول اور آخر میں ہوں
پھر لام جو اُسے ملا اسکو اگر سپہا پڑھے تو الف لام استغراق ہے یعنی میرا اس
اکیلے پن کا وہی پائے جو سب سے بلکہ آپ اپنے سے بھی الگ ہو کر مجھی میں وہ
جائے یا یوں ہی کہے کہ میں ہی کل ہوں بالکل کو احاطہ کئے ہوئے اور اگر لٹکے
پڑھے تو لاہوتا ہے یعنی مجھ سوا کوئی دوسرا موجود نہیں ہے اور حرف لام
کو اگر لفظ کے طور پر لکھے تو لام لکھنے میں آتا ہے جسکے پیچ میں وہی الف ہے یہہ
اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ احدیت میری سب میں چھپی ہوئی ہے پھر حرف
لام کے پڑھنے میں بھی میم زبان پر آتی ہے اور لکھنے میں بھی میم لکھی جاتی ہے
کہ یہہ میم محمد کی تجو بیت کی ہے یہہ وہ رمز ہے کہ الوہیت کی لام کے باطن میں
بھی میم محمد چھپی ہے اور ظاہر میں بھی ظاہر ہے اس واسطے ظاہر کر کے بھی لکھا
گیا کہ الف لام میم پھر اس الم کو الٹا کر کے پڑھے تو ملا ہوتا ہے جسکے معنی جھڑ
ہوئے کے ہیں خلا کے مقابلہ میں جو خالی ہوئی کو کہتے ہیں یعنی اپنے تئیں خودی
سے خالی کر تو جہان میری خدائی سے بھر ہوا ہے خوب خلا ملا ہو کر سب میں ملا
ہوں گو ظاہر میں چھپا ہوں لیکن باطن کی آنکھ سے تو بر ملا ہوں اگرچہ فقرا میں
بہت نکتے باریک اور بھی کہتے ہیں کہ سمجھنا اسکا دشوار ہے اس واسطے کہ شکوہ
چکھے تو بیٹھا منہ ہو صرف شکر کے کہنے سے مراد زبان پر نہیں آتا لیکن جتنا بیان
میں آ سکتا تھا لکھا گیا والسلام اللہ بس اور باقی ہو بس تیرھواں خط
جواب طلب بلبل ہزار داستان خوش بیانی طوطی شکرستان سخن سخن دانی

سلامت بعد شرح اشتیاق ملاقات کہ قلم اس کی تحریر اور تقریر سے عاجز ہی التماس کرتا ہوں کہ پہلی تاریخ سوال کو حضرت والد مرحوم مغفور کہ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی خوشی کا سامان سب سبب ماتم اور عید کا دن میرے لئے محرم ہو گیا لیکن جو قضا و قدر سے کچھ چارہ نہیں ہے چارنا چار صبر کیا اب جناب عمو صاحب قبلہ کہ سوائے انکے کوئی دوسرا اپنا سریر نہیں ہے چاہتے ہیں کہ بقرعید کے مہینے میں میرے نکاح سے فراغت ہو جائے ہر خچہ کہ والد بزرگوار کے غم و الم میں یہ شادی ماتم سے بہتر معلوم ہوتی ہے مگر چچا صاحب کے سامنے جمال دم مار نیکی نہیں ہے اس سبب سے مجبور ہو کر رضی ہونا پڑا جو شریک ہونا آپ کا اس تقریب میں ضرور ہے اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ آپ جس طرح ممکن ہو رخصت لیکر بیویں ذی الحجۃ تک تشریف لائے زیادہ کیا تکلیف دون چودھوان خط اسکے جواب میں مجموعۂ انشائے شیریں زبانی دیباچہ کتاب سخن و معانی زاد حشمتہ قلم بعد شرح مراتب رقم رقم اشتیاق اور آرزو مندی کے تعزیت کے مضمون سے آئو بہاتا ہے اور کچھ خوشی میں آکر مبارکبادی کا مضمون بھی زبان پر لاتا ہے اس طرح کہ زمانہ میں خوشی اور غم دونوں کا چولہا اور دامن کی طرح ساتھ ہے اور دنیا میں دھوپ اور چھانٹوں کے طور پر شادی کے ہاتھ میں ماتم کا ہاتھ ہے دو پھول ایک ہی شاخ میں پھولتے ہیں ایک دُلہا دو لہن کے سہرے کے کام آتا ہے دوسرا میت کی تربت پر چڑھایا جاتا ہے دو موتی ایک سیپ میں پیدا ہوتے ہیں ایک کو بادشاہ کے تاج میں لگاتے ہیں دوسرے کو کھل میں پیکر دوا میں ملاتے ہیں ایک ہی کافور سے دو شمعیں بنتی ہیں ایک محفل رقص کے کام آتی ہے دوسری مردکی مزار پر جلانی تچا ہے چمن میں اگر کلی کھل کھلا کر نہتی اور خوش ہوتی ہے شبنم اس کے مہنے پڑا خضیا

روٹی ہی جس باغ میں خزان ہو وہاں بہار بھی ہے بادام کے پوست اور مغز کو دیکھئے کہ سختی اور نرمی ایک ہی جگہ نمود اور برف کو سوچئے تو گرمی اور سردی اسکے ساتھ ہی موجود ہے سرخی اور زردی گل رنگائی دلیل ہی اس بات پر کہ عالم میں جب تک بنی آدم ہیں خزان اور بہار دونوں باہم ہیں تقدیر نے اگر صبح کو لباس سفید خوشی کا پہنایا تو شام کی واسطے جامہ سیاہ مانجی بنایا حاصل یہ ہے کہ آپکی والد ماجد کا عین عید کے دن انتقال فرما نا گویا اسی گردش یل و نہار اور رنج اور خزان و بہار کا تماشا دکھانا تھا اس غم نے جتنا رولا یا تھا اتنا ہی آپکی شادی نے ہنسا یا اس آنسوؤں میں آسمان جو مانتی لباس پہنے ہوئے نظر آیا تو شفق کی سرخی نے وہیں خوشی کا رنگ بھی دکھایا رنج میں پہلے دو تھڑ جو منہ پر مارا تو پھر خوشی میں وہیں دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ خدا اس مرحوم کو جنت نصیب کرے اور آپ سلامت رہیں اور یہ شادی بکلی ہو بندہ بھی اداسے رسم فاتحہ خوانی اور شرکت محفل شادمانی کی واسطے ضرور حاضر ہو گا زیادہ والسلام بندرھوان خط غیر جوانی شفیق میرے سلمہ بسلام کے واضح ہو کہ بعض دوستوں کے بیان سے دریافت ہوا کہ آپ کٹنی کے قریب میں اگر ایک عورت کے حسن و جمال کی صرف تعریف ہی سن کر ایسے شیفٹہ اور فرقتیہ ہو گئے کہ گھر بار سب یکبارگی بھلا دیا اور تمام عزیز و مکی محبت سے دل اٹھالیا اب دس ہزار روپے پر معاملہ نکاح کا ٹھہرا ہے اس میں پانچ ہزار روپے کا تو اپنا اسباب بیچا اور پانچ ہزار روپے قرض کیا چاہتے ہیں اگرچہ حجاب کے سبب سے مجھے آپنے کچھ نہیں لکھا مگر انہی دوستوں کے اظہار سے یہہ دریافت ہوا کہ اس میں میری بھی اجازت چاہتے ہیں بہت تعجب ہوا کہ اول تو سنی سنائی بات کا اعتبار ہی کیا دوسری آپ ایسا آدمی جو عورت کے دام میں آجائے تو

اور دیکھا خدا حافظ اب میں ایسے امر میں کیا عرض کروں اور اجازت کیا لکھوں

دوسری فصل بڑونکے نام کے خطوط میں

انکی تفصیل پانچ خط جواب طلب اور پانچ خط انکے جواب میں اور ایک خط غیر جوابی
ہی پہلا خط جواب طلب قبلہ حقیقی اور کعبہ تحقیقی دائم ظہر بعد
ادا کرنے تسلیمات اور آداب اور ننگی کے عرض کرتا ہے کہ جناب کی بیکاری اور
زیر باری کا حال شکر طبعیت کو نہایت قلق اور اضطراب ہوتا ہے بالفعل اس
کچھری میں کوئی سبیل نوکری کی نظر نہیں آتی مگر جناب دہلی جسک صاحب بہادر کے
عدالت صدر دیوانی میں عامک بالالاستقلال مقرر ہوئے ہیں اور جناب ہنری ننگ
مارنگٹن صاحب بہادر کے ضلع جو پور میں صاحب حج میں فریدی پر ہمیشہ سے نظر
تفضلات رکھتے ہیں اگر کہیں بھی کوئی جگہ نہ خالی ہوگی تو آپ کی پرورش فرمائینگے
اسلئے گزارش ہے کہ اگر آپ کی مرضی ہے تو عرضی اپنی بھیجی وں بدون آپ کی
اجازت کے عرضی نہیں بھیج سکتا کہ مبادا وہاں سے طلب کا حکم صادر ہو اور آپ قصد
نہ فرمائیں تو کمترین کو شہر مندگی حاصل ہوگی زیادہ حد آداب * * * * *
دوسرا خط اسکے جواب میں عزیز از جان سعادت و اقبال نشان
طالعہ بعد دعا اور تمنا سے دیار کے واضح ہو کہ مکتوب ہجرت اسلوب ہنچا چلا
معلوم ہوا جو ہماری بیکاری کا حال یقین اچھی طرح دریافت ہے اس صورت
میں اگر کلکتہ خواہ جو پور سے موافق تمھارے لکھنے کے ہماری طلبی ہوگی تو ہم کو
جانے میں کچھ عذر نہ ہو گا لازم ہے کہ عرضیان اگر بھیجا چاہتے ہو تو جلد بھیجوا اور
جواب آنیکے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا تیسرا خط جواب طلب
قبلہ صوری و معنوی اور کعبہ دینی و دنیوی مایطہ العالی قلم ارادت رقم آداب
کی راہ کو کٹر مل طی کر کے عرض کرتا ہے کہ مدت سے آرزو ہے کہ سرکار انگریز

بہادر کی عملداری میں کوئی تعلقہ خرید کر کے وہاں بھی کچھ ریاست پیدا کیجئے اس
 واسطے ہنڈ وی پچاس ہزار روپے کی ساہ بہاری لعل گو بند لعل جہا جنوں کی کوئی
 سے لاکھ کنورسین پیرویل کے نام اس علاقہ کے ساتھ روانہ کر کے امیدوار ہوں
 کہ کوئی تعلقہ کہ جس میں منافع خاطر خواہ ہو اور مول مناسب ملے تو فدوی لکھے
 نام سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہ ہو جس طرح خانصاحب فیاض زمان دم
 اقبالہ نے مانڈا انیلام میں خرید فرمایا اور روپیہ بہت خرچ ہوا مختاروں نے
 حلوا مانڈا اچکھا لیکن مانڈا اٹھ نہ آیا احتیاط اسکی ضرور ہے کہ نفع کی امید پر
 نقصان نہ ہو زیادہ اقبال آپ کا ہمیشہ رہے چوتھا خط اسکے جواب
 میں برادر بجان برابر فرخندہ اختر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد دعا سے درازی عمر و جنت
 اور ترقی درجات کے واضح ہو کہ مکتوب مرغوب معہ ہنڈ وی مبلغ پچاس ہزار
 روپے کی پہنچا تعلقہ خریدنے کے جو تم نے لکھا سو اس عملداری کی ریاست کا
 کیا کہنا ہی مگر مشکل یہ ہے کہ اول تو ہر وقت اور سردست کوئی تعلقہ لکھنے پڑے
 ہزار روپیہ کی قیمت کا اٹھ نہیں آتا دوسرے اکثر حالات کے معاملات میں
 نقصان اور ہرج ہوتا ہی پھر وہی مثل ٹھہرتی ہی کہ نماز چھڑانے گئے روپے
 گلے پڑے اس صورت میں اگر ریاست پیدا کرنی منظور ہے تو متفرق خریدنا بہتر
 ہے اندون میں تعلقہ نان پارہ دس ہزار روپیہ پر بکتا ہی اگرچہ نفع ہمیں
 کم ہے لیکن زمینداری کا ایک پارہ نان بھی غنیمت ہے اس واسطے نان پارہ
 تو اب خرید کر تا ہوں بعد اسکے دوسرے تعلقہ کی بھی فکر کرونگا خاطر جمع رکھو
 زیادہ خیریت **پانچواں خط جواب طلب** قبلہ حاجات اور کعبہ
 مرادات دام افصالہ در دولت پر سجدہ عبودیت کا ادا کر کے عرض کرتا ہی
 کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو مجلس مولود شریف کی خود مولوی صاحب کے

مکان میں ہوئی اس قدر ہجوم آدمیوں کا تھا کہ بدن سے بدن چھلتا تھا اور دو مکان کے صحن اور دالان اور سہ دریاں اور کوٹھوں کی چھتیں آدمیوں سے بھری تھیں اور پچانک سے لیکر ٹرک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے پانچھرا آدمی سے زیادہ ہونگے کم نہ تھے ادھر کا آدمی ادھر جانے سکتا تھا کثیر بھی اس مجلس کا مدت سے مشتاق تھا فی الحقیقت عجیب تاثیر نظر آئی کہ شروع کتاب سے خاتمہ تک لوگ ہر طرف نیم بھل کی طرح تڑپتے تھے مسلمانوں کا کیا مذکور ہے کہ سنا بھی کوٹھے پر سے گرے پڑتے تھے فدوی کو شام تک ہوش نہیں تھا اور تمام رات وہی سما آنکھوں میں سما یا رہا اگرچہ یہ مجلس دو عینے تک تمام شہر میں جا بجا ہر روز ہوتی ہی لیکن اس مجلس میں کچھ قبولیت کا اثر ہی دوسرا نظر آیا اب فدوی کی آرزو یہ ہے کہ مولوی صاحب کی خدمت میں اکثر حاضر کر دین اس واسطے امیدوار ہوں کہ اگر حضور کا دستخطی غایت نامہ پاؤں تو اس وسیلہ سے انکی خدمت میں جاؤں زیادہ سوا آرزو قد مبوسی کی اور کیا لکھوں چھٹوان خط اسکے جواب میں برخوردار نور چشم تحت جگر زاد علمہ بعد دعوات مزید حیات اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ خط مسرت منط پہنچا خدا کا شکر کہ دل تمھارا معرفت کے نور سے روشن ہوا اور کیفیت کا مزاج ملا ہے کہ یہ مجلس مقبول اور بنیظیر اور مولوی صاحب کی بیان کی بے شبہ تاثیر ہے جس شہر میں انکے جانیکا اتفاق ہوا کرتا ہی ہے طرح مجلسوں کے لوگوں کو کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے خط موافق تمھارے مطلب کے پہنچتا ہی اگر کوئی رسالہ مولود شریف کا ملے تو ہمارے واسطے ڈاک پر روانہ کرو اللہ اعساؤ ان خط جواب طلب پیر مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکات ہم دیدہ عقیدت میں آستانے کی خاک کا سرمہ لگا کر

مدعا گذارش کرتا ہوں کہ موافق ارشاد حضور کے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت
اور روز کی کثرت اور صبح و شام کلمہ کا شغل اور ہر جمعرات کو حضرت میر صاحب
قدس اللہ سرہ کی مزار شریف کی زیارت کا معمول جاری رہے لیکن اکثر صبح کی نماز
تھنا ہو جایا کرتی ہے اگرچہ پڑھ لیا کرتا ہوں مگر جو حق نماز پڑھنے کا ہے اچھی
طرح ادا نہیں ہو سکتا امیدوار دعا کا ہوں زیادہ آرزو ہے قہمبوسی کے سوا
کیا عرض کروں **آٹھواں خط اسکے جواب میں** ثمرہ گلشن ثروت
واچھندی سرچمن حشمت و سر بلند ہی زاد چشمہ بعد دعاے ترقی دولت ایمان
اور حفظ و سلامتی جان کے معلوم ہو کہ رقیہ محبت شمیمہ پنجاغریز میرے بندہ کو
اپنے مولیٰ کی بندگی چاہئے جس حال میں ہو اور جس طرح ہو کے قبول کرنا اور نکرنا
اس کا کام ہے خصوصاً نماز **بیت** روز محشر کے جان گزار بود
اولین پرسش از نماز بود قیامت کے دن پہلے نماز ہی پوچھے جائیگی عزیز
میرے نماز میں چار چیزیں ایسی ہیں کہ اس میں سے ایک ایک چیز ہر مخلوق کے
واسطے عبادت ٹھہرائی گئی پہلے قیام ہی لینے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باتھ
کھڑے رہنا سو یہ عبادت پہاڑ اور دیوار اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ
کے واسطے ہی کہ خالق کی راہ میں ایک سناٹا کھینچے ہوئے ہاتھ ہاندھے کھڑے
رہتے ہیں دوسری رکوع لینے حق تعالیٰ کے روبرو نہایت عاجزی سے جھک
جانا کہ یہ عبادت چار پایوں کی طرح جانور و کوئی جیسے گھوڑا اور گائے اور
بیل اور شیر اور بکری یہ سب ہر وقت اسکے حضور میں جھکے رہتے ہیں تیسری سجدہ
اور یہ خدمت تمام حشرات الارض کے لئے مقرر ہوئی کہ سانپ اور بھجوا اور
چیونٹی سب اس کی راہ میں سجدہ کرتے اور سر ٹپکے ہوئے چلتے ہیں چوتھی قعود لینے اسکے
دربار میں مؤدب ہو کر سر جھکا کر دوزانو بیٹھنا یہ عبادت دو پاؤں کے جانور و کو

غایت ہوئی کہ کہوترا اور فاختہ اور بلبل اسی انداز سے بیٹھتے ہیں پھر ان کو جب
 میں اشرف المخلوقات اور خدمتی خاص تھا جو عبادت میں کہ اور مخلوقات کو
 جدا جدا علیٰ تھین اس کو سب ملا کر غایت ہوئیں کہ نماز میں یہ سب باہن ادا کیا
 کریں بہت غیرت کی بات ہے کہ حیوان اور درخت اور پتھر تو سب اپنی اپنی
 خدمت بجالا دیں اور ان باوجود ایسی خصوصیت کے پانچ وقت بھی ادا
 نہ کر سکے عزیز میرے عاشقوں کے نزدیک نماز معشوق کے نام کو مشق کرنا ہی بس کھڑا
 ہونا الف ہے اور جھکنا لام اور پھر کھڑا ہونا دوسرا الف اور سجدہ کی صورت
 بنی رہے نام اللہ کا اللہ بس اور باقی ہوس ایک عابھی جاتی ہے رات کو
 پڑھ کر سورہ کر اللہ چاہیگا تو صبح کی نماز کبھی قضا نہ ہوگی زیادہ سعادت ازلی نصیب ہے
نواں خط عرضی جواب طلب خداوند نعمت فیاض زمان دامنِ قبالہ
 اندیون فدوی کو اپنے بھائی کی شادی میں گھر جانا بہت ضرور ہے اور وطن
 فدوی کا شاہ اودہ کے ملک میں یہاں سے بیس منزل ہے اس صورت میں
 امید و افضل اور کرم کا ہون کہ سوائے تعطیل ٹھہرم کی رخصت دو مہینے کی
 نگہان حضور سے مرحمت ہو کہ اس عرصہ میں بھائی کی شادی سے فراغت حاصل
 کر کے پھر حضور میں حاضر ہوں واجب تھا عرض کیا آفتابِ ولت اور اقبال کا
 ہمیشہ تاباں رہے **دسواں خط پروانہ ہے اسکے جواب میں فضیلہ**
 و کمال دستگاہ مولوی ہدایت اللہ سرشتہ دار عدالت دیوانی موردِ مراحم رہو
 عرضی تمھاری معروضہ پہلی ستمبر ۱۸۴۷ء غری دو مہینے کی رخصت کی استدعا پر
 آج بالآخر سے گذری جو رخصت تمھاری منظور ہوئی اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ
 تم اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے اندر میعاد رخصت کے حضور میں حاضر ہو
 المرقوم دوسری ستمبر ۱۸۴۷ء عر گیا رہو **نواں خط غیر جوابی** نواں صاحب

قدردان عالی مراتب والا شان فیاض زمان دام فیوضہ کثرین امیر حسین
 انجبار نویس بعد تسلیم اور آرزوے ملازمت عرض کرتا ہے کہ کل تک کا جو حال تھا
 کل کے عرضیہ سے دریافت ہوا ہو گا آج آغا صاحب کے بیاہ کی شہر میں دھوم مڑ
 تماشا بیوں کا چاروں طرف ہجوم ہے گیارہ بجے رات کو برات جو نکلی تو اُس
 ہنگامہ کا بیان سخت سیر اور تقریر میں نہیں آسکتا بڑی برات کی دھوم دھام و
 خلعت کا اژدہام اور روشنی کی طیاری آرایش کی گلکاری سے ہر کو چہ ایک
 نمونہ باغ کا بن گیا تھا ایک ایک تخت پر کاغذ اور بارک کے پھول کترے ہوئے
 اور طرح طرح کے درخت اور رنگ رنگ کے گل بوٹے اور چین مین قسم قسم کے
 پھول پھولے فصل بے فصل کے کچے پکے میوے تر و خشک پہلے ہوئے مزدور اپنے
 سرو نیلے پھرتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کلیان ابھی کھلا جاسی تھیں اور
 چڑیاں ڈالیوں پر سے اڑا چاہتی ہیں عجب طامات کا عالم تھا کہ باغ اور
 چین تو ایک ہی جگہ قائم رہتا ہے یہ چلتی پھرتی پھل واری کہ راستے کو تماشا
 گزار بنا دے اور بہشت کی بہار کو بھی راستہ بنا دے کبھی دیکھنے اور سننے
 میں نہیں آئی فارسی میں گرچہ گلگشت سیر کو کہتے ہیں لیکن گلگشت اس آرایش
 کا نام رکھا جائے تو لائق ہے گو یا بہار خود برات کے ساتھ گلگشت کو نکلی ہے
 دور وہ نہرا روں پنج شاخوں کی گوسون تک قطار کسی روشنی نے ہر
 طرف رات کو دن بنا دیا ہر پنجشے آفتاب سے پنچہ کر کے ید بیضا کا اعجاز
 دکھا دیا قدم قدم پر آتش بازی چھوٹی ہوئی دولہن کے دروازے تک
 پنچے وہاں ایک نقارہ خانہ سنہارا وہیلا گنگا جمنی جڑا اُس تکلف کے ساتھ
 تیار تھا گو یا نقارہ خانہ چین کا تھا اسکے سامنے آتش بازی چھوٹنے لگی انار کے
 بہار کا کیا بیان کیجئے کہ اسکے سوا آگ کے درخت کو پھولتے پھلتے نہیں

دیکھا ہی پھر موتیوں کا جھڑنا اسپر طرا ہی پھلجھڑی سے پھولوں کا جھڑنا، تھینوں کا لڑنا اور ہوائی کاہوں کے ساتھ آسمان پر جانا اور وہاں سے زمین تک تارے چھٹکانا اور چرخی کا چرخ کھا کر زمین پر سورج کی صورت بنانا مور کا ناچنا مہتاب سے چاندنی کا شرمانا بس خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا تھا چادر کے چھوٹنے سے خوش تارے زمین پر جھٹکے تو تینہ نہیں ہوتی تھی کہ شکر ہی یا کہکشتان اور قلعہ کے چھوٹنے سے بعد روشنی کے جوتار کی ہوئی تو نہیں سمجھا جاتا دھوان ہی یا آسمان غرض اس نخل کے ساتھ جو براتی ایک مکان عالی شان میں ٹھہرے اور مجلس آراستہ ہوئی غل ہوا کہ خاصہ منگاؤ اور کھانا لاؤ پس حکم ہی کی دیر تھی بڑے بڑے دسترخوان سفید محمودی اور چندیری کے بچھ گئے ستہرے ستہرے نخل اور کخواب اور بانات کے زیر انداز اور بہتر سے بہتر چلی آفتاب تھہ دھولا نیکے حاضر ہوئے اور کھانا آنا شروع ہوا شیرمال باقروانی گاؤدیاہ گاؤ زبان نان قطیری نان تنک پھلکا چپاتی پر آٹھے شامی کباب خطائی کباب گور کباب زرگی کباب کوفتے پیندے جس کے مرغ مسم تنکی اور منش قلبیہ قور ماشش رنگا بخنی پلاؤ قور ما پلاؤ مرغ خضر تنجن زہر بریانی دست پیچ نور محلی یا قوی شیر برنج سج در بہشت حلو ا فالودہ کھلکا نور قی سنبو سے قاپچی حریرہ ہرلیہ گلنہی مربا اچار چٹنی قسم قسم کے کھانے جن دے گئے جسکے بیان سے قلم کے منہ میں پانی بھرائے اور حلاوت اسکے لذت کی قسم کھائے لوزیات کا مزایا ذکر کر کے لوگ دانتوں سے اپنی زبان کاٹتے ہیں اور شیر برنج کی شیرینی سے انگلیاں چاٹتے ہیں بس کھلنے کے بعد ناچ کی تیاری ہوئی ہر ایک پر ہی سرمہ کا جل مٹی لگا اور مانگٹ ٹی سنوار سنگھار سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاک بنی ہوئی

سو گناہ کا بانی بستی دہانی سبز کا ہی ماسی زنگاری فلغلی قرغلی کشتی
 عنابی عباسی کپاسی پستی زعفرانی اودہ نافرمانی سوسنی کاسنی کافوری
 شہتی صندی اگرئی سردی ملا گیری آبی کاریزی سرئی مینجی پیازی
 فاختی نارنجی سنہری پشورین دامن درد امن موتی ٹکے ٹکائے اور دہیے
 رنگ بزرگ انجلی بلو گوٹھ ٹھہ لچکا لہر گھو کھر و بنت اور کرن سے سبھی شیکا
 اور شروع گلبدن لخوا اب طلسم زری زلفیت تامی کے پایا بے مغرق مصفا
 دار پہنے ہوئے اور طرطرے کے زیور حیرا و مرصع کار بالی بالیان نبی سبزی
 پتی جھمکے پچاڑے ست لڑے دگدگی جگنو چنپا کلی موتی بالاموہن مالالوزن
 لونگی جوشن بازو بند انگوٹھی چھلے آرسی پری بند علی بندیکا پہونچی جہانگیری
 چوھے دستی توڑے پازیب گھنگرو چھڑی سے آراستہ اور لے ہوئے ہین
 اور جواہرت قیمتی ہیرا الماس پھراج نیم فیروزہ یا قوت زمرہ ہسینا لعل اور
 موتیوں میں ملی ہوئیں فوج کی فوج ایک جھمکڑے کے ساتھ جو اکین تو واہ جی ا
 صحن دالان تمام مکان راجہ نذر کا اکھاڑا بن گیا ساز ساڑو کی ٹھاٹھ پر دے
 ٹھیک ٹھاک کرنے کے ساتھ دینے کو کھڑی ہو گئی دھرت کی الاپ بکھا و جکی
 تھاپ سازنگی کا ملاپ طنبو کی بھنک نیلی کی کھک گٹھڑی کی ککے اک
 رنگ ترانہ کا ترنگ سر و کی ملاوٹ ٹٹ کی بھبادٹ کھر ج کی تان اچ کی اٹھا و ن
 منجیر و کی پکار گھنگرو کی جھنکار گل کی نرمی آواز کی گرمی دریا کی صفائی بگاہوں کی
 رکھائی پشہ از کا چکڑا من کی ٹھوکر کی توڑی اور گردن کی ڈوری تال پر جانا سم پر
 آنا گویا بہر تان کے ساتھ جی اور جان کا آنا اور جانا تھا پٹی اور ٹھری اور خیال کو کو ن خیا
 بین لاتا تھا و ان تو ہر معشوق چھہ راگ اور چھتیں راگی کو بھی چھکیو نہیں اڑاتا تھا
 نیک اور بار بد جو دن ہوتے تو کان پر ساتھ دھرتے اور میان تان سین

اور سچا ورے جو زندہ ہوئے تو آج مرتے رات بھر تو راگ رنگ میں گزری
صبح ہوئے جو حلقہ کے حلقہ نے صف بانڈھ کر گانا شروع کیا میرا اچھا بنا بنیا بنے
آیو رے بس تمام مجلس محو تھی اور کب طرح نگاہ نہ ٹھہرتی تھی وہ نور ظہور کا وقت
اور یہ رات کی جاگی ہوئی حورین مل گئی پوشاکین بکھرے ہوئے بال گورے گورے
کال نیمجواب سرمہ آلود آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے بار بار کی انگڑائی پراگڑائی کا
ہنچہ قناب تھا اور صبح کا گریبان نوشتہ کے سر پر کھلائے ہوئے چھوٹا کاسہرا اور اسکی
بھینی بھینی خوشبو گل مدعا تھا اور نیم سحر کا دامن پہ دن چڑھ رہا رات رخصت ہوئی
روپیہ شرفیان موتی مخافہ پر لٹاتے ہوئے اسی دھوم سے گھر میں آئے موافق
ارشاد عالی کے حال شادی کا مفصل عرض کیا گیا والتسلیم

فصل تیسری

پہر چند قریب یہ چاہتا تھا کہ جیسے دوسری فصل میں چھوٹو ٹونکی طرف خطوط بڑے نام
اور اس کے جواب لکھے گئے اسی طرح اس فصل میں بڑو ٹونکی طرف خطوط چھوٹوں کے نام اور
جواب اس کے لکھے جائیں لیکن ان خطوط سے جو دوسری فصل میں لکھے گئے
لکھنے کا طور معلوم ہو گیا اس واسطے لکھنا ایسے خطوط کا اس فصل میں محض بیجا نہ جانے
بعض مقامات متفرقہ لکھے جاتے ہیں فائدہ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ اردو و فارسی
اور عربی اور ترکی اور ہندی سے مرکب ہے تو اب اس بات کا ارادہ کرنا کہ اردو کی تحریر اور قریب
ایسی کی جائے کہ اسمیں کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے محض بیجا نہ ہی بلکہ
ایسی صورت میں بولنا مشکل ہو جائے کہ واسطے کہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ
اردو میں مستعمل ہیں مثلاً خدا اور رسول اور پیغمبر بولتے ہیں اگر کوئی چاہے کہ
کوئی لفظ ہندی تلاش کر کے بولے تو شاید زبان بھا کھا ہوگی پس خدا کو بھگون

اور شمع کو دیک اور چراغ کو دیا اور صندل کو چنڈن اور سر کو کپار بولنے لگے
تو ایسی تکلفات سے اردو جسکا نام ہی وہ اردو نہیں باقی رہتی ہی اندولوں
سرکار انگریز بہادر کی عملداری میں جو کھڑیر اردو کی جاری ہوئی بعض لوگ خواہ
مخواہ بھی اپنی قابلیت دکھانیکو ترجمہ پیش کرتے ہیں جیسے لائق اور قابل کا ترجمہ
جو کا لکھا یا کرتے ہیں یعنی جسکا کہ لکھنا ہوتا ہے کہ اس کچھ ہی کے قابل یا لائق
نہیں ہے وہ لکھ یا کرتے ہیں کہ اس کچھ ہی جو کا نہیں ہے مگر یہ سزائش
اور کوشش انکی محض بیفائدہ اور رایگان ہے کہ اسطے کہ پھر آخر مقدمہ کو
مقدمہ اور مدعی اور مدعا علیہ کو مدعی مدعا علیہ اور حاکم کو حاکم ہی لکھنا پڑتا ہے
اور بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ چار ناچار وہی لکھتے ہیں اور ہندی اسکی نہیں بنا
سکتے جیسے شئے دعویٰ اور وجہ ثبوت اور بنائے خاصیت اور بنائے دعویٰ اور
مثل اسکے حاصل یہ کہ بناہ ایسی بات کا بہت شکل ہے مگر ان اگر کوئی رقعہ فکر و
تلاش سے ایسا لکھا جائے جس میں کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے تو وہ صنعت
میں داخل ہے اگرچہ فارسی اور عربی نہوںیکے سبب اسکی اردو کو بہت خوب لکھینگے
چنانچہ یہ رقعہ کہ اسمین ہندی کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی
نہیں ہے بھائی میرے جیتے رہو جب تم گھر سے دوسرے پیراجی بہت بے چین
رہتا ہے دیوڑھی میں اکیلا داس بیٹھا رہتا ہوں میں تو بہتیرا چاہتا ہوں کہ کہاں
سے کہیں اور چلا جاؤں پر کیا کروں یہی سوچ رہتا ہے کہ جاؤں تو کہاں جاؤں اور
یہ تو جی نہیں مانتا ہے اور گھر سے کلنا چاہوں تو پانوں کہاں پاؤں یہہ بڑا
اندھیر ہے کہ تمہیں نہ کھوں اور جیتا رہوں اب مجھے اپنے جینے کا آسرا نہیں ہے
آگے اسکے کیا لکھوں رقعہ جس میں ہندی اور فارسی کے سوا عربی کا
کوئی لفظ نہیں ہے مہربان میرے خوش رہتے نامہ آپکا پہنچا دلو خوشی

اور شامانی ہوئی لڑکھڑکی اور حلیم سر پوش لفرئی اور نیچہ جو آپنے مانگا ہی یہاں
 بازار اور چوک میں ہر چند تلاش کرنا پھر اگر دستیاب نہوا خدا لے چاہا تو ایک حبیبی
 میں سب چیزیں فرمایاں نبوا کر روانہ کرونگا آگے نیاز **رقعہ حسین ہندی**
اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہیں مشقی میرے سلامت رہے
 مکتوب مرعوب پہنچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا حقیقہ کو سب طرح صلح اور تصفیہ منظور ہے مدعی
 چاہے یوں معاملہ کر لے چاہے ثالثی مقرر کر لے مجھے حضرت کے ارشاد سے عذر مطلق
 اور انکار نہیں ہے والسلام **فائدہ** فارسی کے بعضے انشاء و نہیں اکثر رقعہ صنعت
 کے ایسے دیکھنے میں آئے ہیں جسے لڑکوں کی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے
 رقعہ میں اول سے آخر تک الف بعضے میں بے یا کوئی اور حرف نہیں ہوتا اور مثلاً
 اسکے اور بھی صنعتیں کرتے ہیں سو اگر کوئی ارادہ کرے یہ بات توار دو بین بھی
 ہو سکتی ہے جیسے یہہ رقعہ **الف سے خالی ہے** بندہ پروردگار نے
 ہم لکھنؤ پہنچے دہلی کی مجھے خبر معلوم نہیں ہوتی طبیعت ہر وقت ہر لحظہ متعلق رہتی
 ہے دوستوں کی محبت بزرگوں کی شفقت کسی وقت نہیں بھولتے دیکھئے یہہ
 سفر کی تکلیف کتنا ہے جس مطلب کے لئے گھر سے نکلے معلوم نہیں کب ہو وطن کب
 ناک پہنچیں عینک سبز بہت تحفہ حضرت کیلئے خریدی ہے پیچھے سے کسی معتمد کی مفت
 پہنچگی فقط **رقعہ حسین بے کا حرف نہیں آیا** کر مفر ما میرے
 سلامت رہئے غایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھ آیا سرفراز فرمایا انگوٹھیاں
 پیسے اور فیروزے کی اور چھلے اور موتی مالا نہایت تحفہ اور نفیس جو غنایت ہوئے
 یہاں کے جوہر یوں کو دکھایا ہر ایک نے دیکھ کر تعریف کی اور کہا کہ اب مال ہماری
 دکان میں نہیں ہے دلی خواہ لکھنؤ سے منگا سکتے ہیں اور موتی مالے کو نہایت
 ستمناور قیمتی ظاہر کرتے ہیں رقعہ جسکے کسی لفظ کے پڑھنے میں نہ ہو

سے ہونٹھ نہیں ملتا سعادۂ نشان عزیز از جان زادِ قدرہ تعطیل کے
دن نزدیک آئے اور روانگی کا عرصہ قلیل رہ گیا اس واسطے گھوڑے اور سچ گاڑی
آگے سے روانہ کی جاتی تھی فقیر شوال کی اکیسویں تاریخ آدھی رات کو اگرہ سے
سوار ہو کر آٹھویں دن وہاں داخل ہو گا اطلاع کیا واسطے لکھا ہے رقعہ کے ہر
کلمہ میں سو اے حروف رابطہ کے کہ جز و کلمہ کے حساب میں
ہونٹھ سے ہونٹھ ملتا ہے میر صاحب مخدوم مکرّم معظم مد مجدکم بعزّیلم
وتمنائے ملازمت ملاحظہ فرمائے نامہ نامی مکتوب گرامی پہنچا مجھے بہت مسرور
فرمایا مراد میری برائی قبا ئے جامہ وار معہ رومال محرمانی مطلوبہ آپکا آپ کے
پاس پیشتر بھیجا آپ نے پسند ناپسند قلمی نہ فرمایا صنعت منقوطہ کسب حرف
لفظہ دارہون اور یہم فارسی اور عربی میں بہت مشکل ہے تو ہندی میں زیادہ تر
دشوار ہے کوئی ایک آدھ فقرہ بڑی تلاش سے ملتا ہے اور ایسی صنعتوں میں
معنی بہت تکلف کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں رقعہ شفیقی شیخ فیض بخش
چشتی نے جتنے تخت ایش بخش جی نے بنے بنے تخت چن چن پہنچے جب تین تخت
بچے تب نہ بھیجے رقعہ غیر منقوطہ دل آگاہ ملک امر اللہ سلمہ ملاحمود علامہ
عصراور غافل کامل کو ہمارا سلام کہہ کر سودرمد واوراسکا وصول لکھا کہ مطلع
کر واور ہمارا حال کہہ کر کہو کہ مددگار ہو کر وہ دعا دے کہ دل کا مدعا حاصل ہو
ایک حروف منقوطہ ایک غیر منقوطہ حضرت میرے ابھی سنائی
کہ تم فوج کے مقابل چلے سب کے سب آپ کی وضع پر بہت ہنسے کڑے رنگے
خوب کیا شامش کیا بات ہے کیا خلق سب آپ کے مقابل ہی فقط آخر شہید
ایک لفظ منقوطہ ایک غیر منقوطہ شفیق والا سخت معنی تخت سلمہ
شیخ محمد بخش سوداگر چینی مال اگر پچھن کل چیرین لو پیٹ لکھو جب دام پیٹے

مال تب لو فقط رقعہ حسین سب لفظ نیچے ہیں برادر صاحب مری
مد مجدہ میر سی علی صاحب اکہ آبادی سے اور مجھ سے بڑی راہ و رسم ہی
سیکاری کے سبب سے گھبرا کر آپ کے پاس چلے گئے اس واسطے مجھے یہ امید تھی
کہ جی طرح ہو سکے آپ میر صاحب مدد و تحکم جگہ سے کر کے کوئی کام دلائیے
رقعہ حسین لفظ اوپر ہیں مخدوم دستاں سلامت نواز شہ
حضرت کا نازل ہوا تحفہ اثنا عشریہ موافق ارشاد ملازمان ارسال کرتا ہوں
اور گندرنامہ خوشخط نما اگر ملتا تو ضرور روانہ کرتا تھا ورنہ اس عطر خانا اگر ممکن
ہو تو مرحمت ہو رقعہ نظم اور نثر دونوں میں پڑھا جاتا ہے
جان اہل نیاز بندہ نواز بعد تعظیم اور عجز و نیاز یہ گزاریش ہی آپ سے کہ دعا
آئیے حق میں رات دن کرنا اور ہمیشہ فراق میں مرنا دیکو ہر وقت مضطرب کرنا
کبت لک آخر ایک دن جو قضا آئی تو بندہ بیگناہ مرا حال سے اپنے مطلع کیجے
اور جلدی میری خبر لیجے فصل جو کھتی بعض ضروری قاعدوں
کے بیان میں پہلا قاعدہ چھوٹے چھوٹے رقعات اور نصیحتوں
کے خطوط بعض لطیفوں کے ساتھ وغیرہ دستورات رقعہ مہربان میرے
سلامت رہے آج مدرسہ میں امتحان ہے اور میں اپنے گھر جا نہیں سکتا اس واسطے
میر و خدائے گار آپ کے پاس پہنچا ہے آپ میرے مکان میں جا کر دو کتا بن جو میرے سر پر
کی طاق میں رکھی ہیں اسی آدمی کے ہاتھ بھیج دیجئے توقف نہ کیجئے فقط رقعہ
شفیق میرے سلمہ آپ آج بھی مدرسہ میں نہیں آئے دو سبق آپ کے ناغہ ہو چکے آپ کے
برابر کے سبق والے حضرت سے آگے بڑھ گئے اس واسطے دوستانہ لکھتا ہوں کہ رات
کو بندہ خانہ میں تشریف لا کر دونوں سبق جو مجھ سے یاد کر لیجئے تو اپنے ساتھیوں کے
برابر ہو جائے فقط رقعہ میر صاحب مخدوم میرے ہمیشہ رہے غنایت اپنی

بعد از سلام اور نیاز کے عرض یہ ہے کہ بہارِ دانش آپ کی جو بندہ نقل کے واسطے لایا تھا سو پہنچتی ہی رسید اسکی عنایت فرمائیے فقط رفعت عزیز میرے خیریت سے رہو سکندر نامہ بھٹی کے چھاپیکا جو مٹنے مانگا تھا سو ہاتھ نہیں آیا لیکن لکھنؤ کے چھاپیکا بہت صاف اور خوشخط اور صحیح کہ میری دانست میں بھٹی والے سے کہیں بہتر ہے ہم پہنچا کر بھیجتا ہوں اگر پسند آئے تو رکھو نہیں تو فوراً پھیر بھیجو کہ واپس کر دیا جائے فقط رفعت حضرت سلامت اگر کوئی چاق قلم تراش را جس کے ہاتھ کا بہت اچھا کلکتہ سے آپ کے ساتھ آیا ہو تو بھیجئے اور اسکی قیمت سے مطلع کیجئے اگر پسند آئیگا تو لوگ انہیں تو پھیر دوں گا فقط رفعت عزیز میرے جیتے رہو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کل مٹنے رفعت عالمگیری اور کاغذ مانگا تھا سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر معہ یکدستہ کاغذ اور بیات نیزہ قلم اور سیاہی اور شجرف کے بھیجتا ہوں چاہئے کہ نقل لیکر اصل نسخہ ہمارے پاس بھیج دو فقط رفعت جناب قبلہ و کعبہ میرے ہمیشہ رہے سایہ آچکا کمترین آداب و تسلیمات بجا لا کر عرض کرتا ہوں کہ آج مدرسہ میں اس بات کی بحث تھی کہ نور چشمی کا لفظ مرد کو بھی لکھنا درست ہے یا نہیں کوئی کہتا تھا کہ مرد اور عورت دونوں کو لکھنا درست ہے کوئی کہتا تھا کہ مرد کو لکھنا جائز نہیں ہے جو کیسے بیان سے خاطر جمعی نہوئی اس واسطے حضور سے استفادہ کرتا ہوں کہ حضرت اس امر میں کیا فرماتے ہیں جواب اسکا

برخودار نور چشم میرے دراز ہو عمر بھاری بعد دعا کے واضح ہو کہ نور چشمی کے لفظ پر آگے بھی بحث ہو چکی تھی مرزا احمد حسن قتیل کا قول یہ ہے کہ مرد کو بھی لکھ سکتے ہیں اس واسطے کہ یہ اس میں یا بے نسبتی ہے یعنی وہ نور جو منسوب ہے آنکھ کے پیرف خواہ یا بے منکلم ہے یعنی میرے آنکھ کی روشنی اور یہہ جو بعض لوگ

اسکو یائے ثانیث کہتے ہیں جیسا بیٹا اور بیٹی اور پوتا پوتی میں سمجھ کر صرف عورت لہو واسطے درست جانتے ہیں سو غلط ہے اور کسی بزرگ کا کلام یہ ہے کہ نور چشمِ فارسی کا لفظ ہے یائے مکمل اور یائے نسبت کی ترکیب اسکے ساتھ کیونکہ درست ہوگی اسکا جواب مرزا قنبل لکھتے ہیں کہ عجمیوں نے فارسی کے الفاظ میں بہت ہی تصرفات کئے ہیں جیسے مرغن اور ملکب اور ذوی النحر شیدین وغیرہ پھر یائے مکمل خواہ نسبت کی ترکیب میں کیا قباحت لازم آتی ہے اور اگر ایسی ترکیب نادرست سمجھی جائے تو قبلہ گاہی کا لفظ مانے سوا باپ کو کہنا کبھی درست نہواور کسی استاد کا شعر بھی سننا کی طور پر لکھا ہے بدیت نوب نور چشمی آفتاب آن صفحہ رورا مرہ نوب قبلہ گاہی گوید آن محراب برورا اور مرزا قنبل کا قول مدلل معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

خط نصیحت کے طور پر برادر عزیز سراپا تیز خوش اور محفوظ اور سب آفتوں سے محفوظ رہو بعد دعا اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ آدمی وہی عاقل اور ہوشیار جو اپنے نیک بد سے خبردار رہے اگر کلفت کے بعد راحت اور مصیبت کے پیچھے مسرت نصیب ہو تو انسان کو لازم ہے کہ عیش اور آرام میں وہ رنج اور آلام بھولی نہ جائے ابھی کل کی بات ہے کہ تم نوکری کی تلاش میں اتنے سرگردان اور پریشان پھرتے تھے جسکا بیان نہیں ہو سکتا اب خدا خدا کر کے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو سنا جاتا ہے کہ ناچ تماشے میں اوقات ضایع اور سرکار کے کام میں اکثر غفلت کرتے ہوا ور سستی کرتے ہوا درجہ کوئی سمجھاتا تو بعضے بعضے نا عاقبتانہ لہو کی نظیر دیکر جواب دیتے ہو کہ اُن کا کیا حال ہوا جو ہمارے لہو کا یہ بات عقل کے بہت خلاف ہے باہا زمانہ بہت نازک ہے دوسرے کی ڈھٹائی دیکھ کر

آپ بھی اور ڈھیٹھ ہو جانا عقلمندوں اور دور اندیشوں کا کام نہیں ہے
 اس مقام میں ایک لطیفہ جمل یاد کیا کہ ایک باز نے مرغ سے پوچھا کہ تجھے لوگ خوشی
 سے پاتے ہیں ہر وقت گھر و عین دانہ چلتا رہتا ہے اور خوب آسودہ ہو کر
 کھاتا پیتا ہے پھر اس کا کیا سبب ہے کہ تجھے جب پکڑتے ہیں تو بھاگتا پھرتا
 ہے اور بیفائدہ گڑ گڑاتا اور چلاتا ہے مجھے دیکھ کہ جب ہاتھ سے شکار
 پر چھوڑتے ہیں تو پھرتا ہوں اور شکار کر کے بختہ پہنچاتا ہوں مرغ نے جواب
 دیا کہ تخم انبی قوم کو اپنی آنکھ سے ذبح ہو جاتے اور ان کا کباب بناتے دیکھا
 ہے اس واسطے بھاگ کر اپنی جان بچاتے اور شور و فریاد مچاتے ہیں لیکن
 کسی باز کو کبھی ذبح ہوتے اور جان کھوتے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے اس
 صورت میں ہمارا بھاگنا بجا اور تیرا پھرناروا ہے فقط عزیز میرے اپنی عزت
 و حرمت اپنے ہاتھ ہی ٹھہرین اپنی جنس کے لوگوں پر قیاس کر کے اچھا کام کرنا
 چاہئے ناجسوں کے برے کاموں سے کیا کام ان کے افعال کی جزا ان کے لئے اور اپنے
 اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھ ہے ایسا کام مت کرو جو نوکری بھی ہاتھ سے جائے اور
 آبرو پر بھی حرف آئے زیادہ دعا **ایضاً** شعرا کے پیشوا علما کے مقتدا
 فقر کے رہنما سلامت رہنے نیاز اور عقیدت کے لوازم اور خلوص اور اراد کے
 مراسم ادا کر کے گذارش کرتا ہوں کہ کمترین اور گھر کے سب چھوٹے بڑے خیریت
 سے ہیں اور حضرت کی صحت اور تندرستی خدا سے چاہتے ہیں اندون اکثر متبر لوگوں
 کی زبانی سنا گیا کہ آپ صرف اس خیال سے کہ حیدر آباد میں شاعر و مکی قدسیت
 ہے نوکری چھوڑ کر حیدر آباد تشریف لے جایا چاہتے ہیں ہر چند کہ آپ کو عقل کی بات
 سمجھانی گویا القمان کو حکمت سکھانی ہے لیکن دشمنوں کا قول سننا آتا ہوں
 کہ رزاقی مطلق اگر آدمی روٹی عزت اور اطمینان کے ساتھ دے تو آدمی ساری

کیواسطے آبروریزی نہ کرے اور امیدوار رہے کہ جسے یہ آدمی دی پوری بھی وہی دیگا حضرت کا حاکم قدردان اور آپ پر بہت مہربان ہی باوجود اسکے ایسا ارادہ مصلحت کے خلاف ہی میری تو مجال نہیں کہ آپ پر معترض ہو کر معترض ہوں لیکن خوفِ اسبات کا ہی کہ حکیم کے سے خواب کا حال نہ ہو لطیفہ ایک حکیم نے اپنی مجلس میں بیان کیا کہ مین نے آج ایک خواب دیکھا ہے کہ آدھا سچا اور آدھا جھوٹا لوگوں نے متعجب ہو کر پوچھا وہ کیا خواب ہے کہا کہ مین نے دیکھا ہے کہ ایک امیر کے معالجہ کیواسطے گیا ہوں اسنے دو لوگوں اشرفیونکے مجھے دئے مین اپنے مونڈھوں پر لا کر اپنے گھر لاتا ہوں اور مونڈھے دونوں اسکے بوجھ سے دکھنے لگے جب آنکھ کھلی تب اشرفیون کے ٹوڑے تو جسے مونڈھے ٹوڑے تھے پناے لیکن مونڈھوں میں درد اب تک پاتا ہوں سو بندہ نواز نوکری چھوڑ کر اتنی دور سفر دراز کا دکھ اٹھانا دور اندیشی بہت بعید ہے پھر اگر صحبت برآپ کے کلام کا کوئی قدردان اور خبردار نہ ہو تو قدردانی کا خیال خواب پریشان ہو جائیگا اور زیر باری اور شرمساری کے سو کچھ لکھ نہ آئیگا آئندہ آپ مختار ہیں ایضاً شفیق غمخوار رضی میں کچھ کا کچھ لکھ گئے اور جواب اسکا طلب ہوا بارک فضل الہی سے حاکم منصف کی رائے مین وہ قصور عا ا ثابت نہ ہوا اور معاف کر دیا گیا میرے صاحب انسان کو چٹا کہ آنکھ کھول کر اور بہت دیکھ بھال کر کام کیا کہ اسے غفلت سے اتنا دکھانا کھائے کہ آپ کو دکھ اٹھانا پڑے لطیفہ ایک شخص نے کسی طبیب سے کہا کہ میرا پیٹ دکھتا ہی طبیب نے پوچھا کہ آج کیا کھایا تھا کہا کہ جلی روٹی کھا گیا تھا طبیب نے سرمہ دیا اور کہا کہ آنکھوں کا معالجہ پہلے کرنا چاہئے کواسطے کہ آنکھ اچھی ہوتی تو جلی روٹی نہ کھاتا حاصل یہہ کہ سرکار کا کام بہت ہوشیاری اور خبرداری

سے کیا کیجئے فقط ایضا بندہ پروردگار غایتہ سلام اور نیاز کے بعد گزشتہ
کرتا ہے کہ سرشتہ داری کا عہدہ آپکو مبارک اگر یہ فضل الہی سے آپ خود عاقل
اور دور اندیش ہیں کیسے سکھانے پڑھانے کی حاجت نہیں ہے لیکن بے تکلفانہ
اور دوستانہ ایک بات میں بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر حکام کے روبرو غرت
اور آبرو اور مرتبہ بڑھانا منظور ہے تو دل سے فساد کا گھٹانا اور زبان کو
جھوٹھ سے بچانا چاہئے لطیف مشہور ہے کہ لقمان حکیم کا بچپن میں کسی
دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا کہ اسکو ذبح کر کے جو عضو بہتر جانو ہمارے
پاس لاؤ لقمان اسکا دل اور زبان سامنے لائے دوسرے دن پھر دوسری بکری
دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پھر سی طرح دل اور زبان ہی پیش کر کے
کہا کہ اگر یہی دل اور زبان عیبوں سے پاک ہے تو سب اعضا سے بہتر اور جو عیب
سے نہیں پاک تو سب سے بدتر ہے مختصر یہ کہ اگر اپنے دل میں برائی سمائی تو اپنے
دشمن ساری خدائی اور جو زبان کہ جھوٹے آشنا ہے تو حاکم کے نزدیک ابیہی
حقارت اور دنیا میں رسوائی ہے رفعمنشی صاحبِ خندوم مکرمِ محب
الفقر محبوب دلہا زاد غنایتہ بے از سلام اور نیاز اور اشتیاق مواصلت
کے کہ زبان کو اسکی تقریر کی قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت ہے عرض کرتا ہوں
ظاہر دریافت ہوتا ہے کہ جناب اس ناچیز کی ہزلیات کو جمع کر کے کلیات کے طور
پر چھپوایا جاتے ہیں اگرچہ شفقت اور غنایات کے سبب سے اس کے عیوب خاطر
عالی میں نہ گذرتے ہوں لیکن حقیقت میں کوئی حرف بھی عیب کے خالی نہیں ہے مختصر
کے واسطے یہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم نہو گی کلام لغو کیسے پسند نہ آئیگا اور
یہ تمام اہتمام آپ کا برباد ہو جائیگا آپ کو ناحق کی زحمت اور مجھے مفت نہایت
اٹھانی پڑیگی جیسے ایک شاعر کو مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو

خفت حاصل ہوئی تھی لطیفہ ایک شاعر پہل گئے لائقہ الرحمن جامی رحمتہ
 اللہ علیہ کی حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجرِ سود
 خوب ملتا تھا کہ اسکی برکت سے کلام میں اور سواد میں روشنائی حاصل ہو مولانا
 بہت منے اور فرمایا کہ اگر آپ زفر میں ملتا تو بالکل تبرک ہو جاتا اور ایک
 قطرہ بھی آنکھ میں نہ لگائے کیواسطے ہتھ نہ آتا سوفیقہ کو اندیشہ اسی بات کا
 ہے کہ اہل جوہر اسے دیکھ کر آپکی تفسیح اوقات پر پہنچے اور کہیں گے کہ یہ کلام
 پانی میں دھونیکے لایق تھا نہ چھاپہ ہونے کے قابل بندہ کی دانست میں
 اسکا قصد نہ فرمانا مناسب اور اس ارادے سے ہتھ اٹھانا واجب ہے
 زیادہ کیا گذارش کروں **ایضاً** فرزندِ سعادت مند نور بھرِ تحتِ جگر
 دراز ہو عمرِ مختاری بعد دعا کے معلوم ہوا کہ ہم اچھی طرح خیریت سے ہیں اور
 مختاری اور گھر کے سب آدمیوں کی خیر و عافیت چاہتے ہیں فیضِ خانہ
 کل ہمارے پاس پہنچا اسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک فقیر ہر اگی تھا رے درواز
 پر آکر ٹھہرا اور تھین کیمیا گری کا شعبہ دکھا کر سونا بنانیکا اقرار کیا تم نے سب
 لوگوں سے چھپا کر گھوڑ بکاسا نہ بچکد و سور دیئے او سے دئے اور وہ اسی
 رات کو بستر اپنا اٹھا کر کہیں چلتا ہوا اب تم اسکی تلاش میں حیران سرگردان جنگل
 جنگل پھر کرتے ہو بیشک تم سے غلطی تو ہوئی کہ اس مکار کے فریب میں آگئے
 لیکن اب افسوس کرنا اور اسکی تلاش میں جا بجا پھرنا بھی ناحق ہے یاد رکھنے
 کے قابل ہے یہہ **لطیفہ** کہ ایک چڑیا کسی زمیندار کے باغ میں جا کر
 کچے یکے میوے سب کاٹ جایا کرتی تھی زمیندار ہمیشہ اسکی تاک میں تھا ایک دن
 انکو روکی ٹھنی پر جال لٹکا کر پکڑا اور ذبح کرنے کا ارادہ کیا چڑیا نے زمیندار سے
 کہا جو تو مجھ کو چھوڑ دے تو میں اس احسان کے عوض میں تجھے کوئی باتیں

بتادون کہ اس میں مجھ کو بڑا فائدہ ہوگا زمیندار نے کہا تو پہلے بتادے تو
 میں مجھ کو چھوڑ دو لگا چڑیا نے اسکو تین نصیحتیں کیں ایک یہہ حریف اپنے
 قابو میں آجائے تو چھوڑنا نہ چاہئے دوسری جو بات قیاس سے باہر ہو یقین
 لانا بجا ہی تیسری گئی ہوئی چیز کے واسطے افسوس بیفائدہ ہی چوٹنی ایک بات
 اور یہ کہ جب تو مجھے چھوڑ دیجاتب کہو گی زمیندار نے بعد اسے ان نصیحتوں کے
 موافق اقرار کر کے اسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بیٹھ کر کہا کہ میرے پیٹ
 میں بیضہ مرغ سے بڑا ایک موتی تھا اگر تو مجھے چھوڑتا اور ذبح کرتا تو وہ
 موتی تیرے ہاتھ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا اُس نے کہا کہ اسی سادہ لوح
 تو میری نصیحتیں ایسوقت بھول گیا کہ واسطے کہ میں تیری حریف تھی جب پکڑا
 تھا تو چھوڑنا کیا تھا اور بیضہ مرغ کے برابر تو میں خود ہی نہیں ہوں پھر بیضہ مرغ
 سے بڑھ کر موتی میرے پیٹ میں ہونا بالکل خلاف قیاس ہی مگر تو نے اس پر
 اعتبار کیا اور اب جو میں تیرے ہاتھ سے گل گئی تو افسوس کرنا لالہ حاصل ہی فقط
 غرض یہ کہ جو ہونا تھا سو ہوا اب اس فقیر کی تلاش اور افسوس کرنا محض بیفائدہ
 ہی آئندہ سے احتیاط کرو والدعا **ایضاً** عزیز ازجان سعادت و
 اقبال نشان طالعمرہ بعد دعاے درازی عمر کے واضح ہو کہ خط پہنچا حال
 معلوم ہوا دشمن جو تمہارے دلچسپ ہیں تم خدا پر نظر رکھو جبکہ ادمن پاک ہی
 اسکو دشمن کی عداوت سے کیا پاک عزیز میرے نیک نیتی عجب چیز ہی اگر غبت
 اپنی درست ہی تو دشمن قوی بھی سست ہی کیا تم نے نہیں سنا یہہ لطیفہ
 کہ ایک امیر اپنے بادشاہ کے مرنیکے وعدہ پر قرض دیتا تھا اسکے دشمنوں نے
 بادشاہ کی حضور میں عرض کیا کہ یہ شخص حضور کا بدخواہ جو ایسا کلمہ زبان پر لاتا
 ہی بادشاہ نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کیوں میرے حق میں ایسی بات کہتا ہی اس نے

عرض کیا کہ میں تو جہان پناہ کی خیر خواہی کرتا ہوں کس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا بہت شاق گذرتا ہے پس ضرور ہو کہ وہ دن رات حضور کی سلامتی چاہتے ہیں یعنی نہ جھوٹے مہربان نہ وہ قرض ادا کریں بادشاہ کو یہ بات سنتے ہی امیر کے ساتھ محبت کامل اور اس کے دشمنوں کو ندامت حاصل ہوئی تم کو وہ چلن اختیار کرنا چاہئے کہ نیکنامی کے ساتھ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت مشکور ہو حق تعالیٰ تمہارا نگہبان اور دوست شاد دشمن لاشیمان رہے زیادہ کیا لکھوں ایضاً بنجور دار سعادت اطوار حفظ الہی میں رہو بعد دعا اور تمنائے دیدار کے واضح ہو کہ خط تمہارا لکھا ہوا بارہویں ذیقعد کا پہنچا تم نے جو لکھا تھا کہ میان نو شاہ صاحب تمہاری مسجد میں بیٹھ رہنے کے ارادہ پر آئے اور تم نے ایک حجرہ مسجد کا خالی کردیا لیکن سن دن کے بعد کی گھڑی چھوڑ کے کہیں چلتے ہوئے کہ اب تک انکاشان اور تپانہیں ملتا سو دریافت ہوا ہے پہلے بھی لکھا تھا کہ انکا ظرف ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ اس طرح پانوں توڑ کر مسجد میں بیٹھ رہیں چنانچہ ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہ ہے کہ قناعت اور توکل بہت مشکل اور بڑا کر دوا گھونٹ ہے کہ اسے دم گھٹتا ہے شربت کا جام نہیں کہ کوئی حرص غٹ غٹا کر ایکبارگی چڑا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کتے نے کسی بواہوس کو لطیف ایک فقیر خاں پر توکل کر کے کسی پہاڑ پر جا بیٹھا رزاق مطلق غیب سے کچھ رزق اسے بھیجتا تھا اتفاقاً ایک دن اور ایک رات کچھ نہ پایا فقیر آٹھ ہی پہر کی بھوک سے گھبرا کر پہاڑ پر سے اتر آیا اور ایک یہودی کے دروازے پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین روٹیاں بھیجیں فقیر وہ روٹیاں لیکر پہاڑ کی پھر چلا اس گھر کے کتے نے پیچھا لیا اور بھوکنا شروع کیا فقیر نے ایک روٹی اس کے پیچیدگی اور چلا کتا وہ روٹی کھا کر پھر پیچھے دوڑا فقیر دوسری روٹی دیکھ

آگے بڑھا کتا وہ بھی کھا کر پھر پہنچا تب فقیر تیسری روٹی بھی پھینک کر بھاگا لیکن کتے نے دامن کوہ تک سجھانہ چھوڑا فقیر نے کہا اسی بیچیا تجھے شرم نہیں آتی کہ آٹھویں پہر مجھے یہہ روٹیاں تیرے مالک کے گھر سے آئیں وہ سب تو نے ہی کھائیں پھر اب میرے پاس کیا ہے جو تو ساتھ لگا چلا آتا ہے اور کیوں ناعق چھاڑ کھاتا ہے کتے نے جواب دیا آی بارسا شرم تو تجھے چاہئے ذرا غور کر کہ میں کئی برس سے اس یہودی کے گھر رہتا ہوں جو ملتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہوں اور کہیں نہیں جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھ رہا تھا لیکن آٹھ پہر میں بھوک سے اتنا گھبرا یا کہ یہودی کے دروازے پر چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بیچیا کون ہے سوچنے کی بات ہے کہ جو مخلوق اپنے خالق کو یوں بھول جائے وہ حیوان کا الزام کیوں نہ اٹھائے شاہ جی کملی شیخ گوڈری بوریہ جو کچھ ہوائے گھر بھیجی و کیونکہ اب وہ نہ تمھارے پاس آئینگے نہ اپنا منہ نہ کھائینگے فقط رفعہ فرزند میرے خوش رہو بعد دعا کے کامیابی دارین کے معلوم ہو کہ تمھیں امیر اور حاکم کوئی دربار داری اور انکی خدمت میں حاضر باشی کا اتفاق بہت پڑتا ہے اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ ایسی باتوں کے واسطے علم مجلس ضرور درکار ہے اور یہہ امر اصل نہیں ہوتا جب تک کہ انسان ہر فن سے ماہر نہیں ہوتا جس فن کا تذکرہ آجائے تو اس میں موافق اپنی آگاہی اور واقفیت کے معقولیت اور ثناب کے ساتھ ایسی گفتگو کرے کہ سنے والے بہت دل لگا کر سنیں اور پسند کریں اور مداخلت ہی باب میں چاہئے جس میں آپ کو دخل ہو نہیں تو مفت نہ امت اور رسوائی ہوتی ہے چنانچہ پہرہ لطیفان دو باتوں سے خبر دیتے ہیں فقط لطیفہ ایک درویش کسی سے بولتا چلتا تھا ایک دن اکبر بادشاہ مع شیخ ابوالعیض فیضی اور شیخ ابوالفضل وغیرہ ارکان دولت کے اسکے پاس گئے مصاحبوں نے آپس میں طرح طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا

بیٹھا تھا فیضی نے کہا کہ شاہ صاحب بادشاہ آپکا ارشاد کے مشتاق ہیں حضرت بھی
 زبان مبارک سے کچھ فرمائیں تب درویش نے کہا کہ بحیرہ کندر جل کر نین اور بحیرہ
 سے نکل کے میدان میں کانچ پڑی ہو یعنی اسی وزیر کندر و القریٰ میں اور پڑی ہے
 کر بلا میں کیا لڑائی پڑی تھی بس فیضی تو علامہ عصر تھا کہنے لگا کہ سجان اسد قطع نظر
 اور کلمات کے حضرت کو علم تو تاریخ میں کتنی بڑی مداخلت اور شہین قاف کتنا خوب
 درست ہے بادشاہ تو آزدہ ہو کر کھڑے ہو اور درویش کی بے علمی اس کے
 بات کرنے سے ظاہر ہو گئی اگر زبان نہ کھولتا تو رزڈھنکار رہتا **لطیفہ**

ایک شاعر نے کسی امینہ بچل کے پاس جا کر کہا کہ تو نے کچھ مال محتاجوں کی واسطے نکالا ہے
 اس میں سے مجھے بھی کچھ دے کہ میں محتاج ہوں امیر نے کہا کہ وہ مال صرف اندھوں
 کے واسطے نکالا گیا ہے شاعر نے کہا کہ اس صورت میں تنہا میں ہی سختی ہوں کس
 واسطے کہ حقیقت میں میں اندھا ہوں اگر اندھا ہوتا تو خدا کا دروازہ چھو کر
 تیرے در پر کیوں آتا امیر کو یہہہ کلام پسند آیا اور وہ مال اسے بیکو دلوادیا دیکھو
 وہ درویش جو جاہل تھا تو اسے اسکی گفتگو نے خفیف کیا اور یہہہ شاعر جو عاقل و
 قابل تھا تو اسکی تقریر نے امیر کو شرمادیا دانشمند کی واسطے اسقدر اشارت کافی ہے
ایضاً نور چشم میرے درباروں اور مجلسوں کے واسطے حاضر جوابی بہت ضرور
 ہے یعنی ہر بات کا جواب بہت چست اور درست دینا چاہئے اور یہہہ بات شخص
 کو حاصل نہیں ہوتی نہ علم اور کمال ہی پر موقوف ہے بلکہ اس کے واسطے ذہن اور
 ذکا اور عقل رسا درکار ہے چنانچہ طبیعت کی رسائی اور نارسائی کا حال ان
 دو لطیفوں سے واضح ہو سکتا ہے **لطیفہ** کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اور یہہہ
 بھی لکھا کہ جو آپ کو فرصت نہو تو کوئی شاعر ہی اپنا روانہ کیجئے انھوں نے ایک
 طالب علم بھیج دیا اور چلتے دم سمجھا دیا کہ بادشاہوں کے دربار میں نرم گفتاری اور

شیرین کلامی ضروری ہے طالب علم دربار میں حاضر ہوا اور بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارے استاد کے یہاں کس کس علم کا درس جاری ہے جواب دیا روئی ریشم مخمل پوچھا کہ اوقات کس طرح بسر ہوتی ہے جواب دیا لٹوپیزا برقی بادشاہ نے ان جوابوں سے متحیر ہو کر فرمایا کہ شاید اس شخص کو مالی خویا کی بیماری ہو گئی نا چاکا عالم کو یہ سارا ماجرا لکھ کر رخصت کر دیا عالم نے جو سب ایسی بات چیت کر نیکا پوچھا تو کہا کہ آپ نے نرم اور شیرین کلام کرنے کا حکم دیا تھا سو میں نے ریشم اور روئی اور مخمل سے زیادہ نرمی اور لٹو اور پیزا اور برقی سے زیادہ شیرین اور کسی چیز میں پنائی اس واسطے ایسا کلام کیا لطیفہ ایک جاہل نے پیغمبری کا دعویٰ کیا بادشاہ نے اُسے پکڑ بلایا اور پوچھا کہ تو جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے تو معجزہ کیا دکھاتا ہے کہا دلکی بات بتا دیتا ہوں بادشاہ نے پوچھا کہ اس وقت میرے ذہن کیا ہے کہا کہ اس وقت آپ کے ذہن یہی ہے کہ میں بالکل جھوٹا ہوں فرمایا کہ پھر اپنا دعویٰ کیوں کیا کہا کہ جو دعویٰ نہ کرتا تو حاکم تک کے طرح پہنچتا بادشاہ اُسے جوابوں سے بہت خوش ہوا غصے سے اور انعام دیکر رفاقت میں لے کر رکھ لیا دورانِ لبس لے لئے اتنا ہی لکھنا کفایت کرتا ہے واضح ہو کہ تلامذہ صنعت میں داخل ہی اور تلامذہ اس صنعت کا نام ہے کہ کسی چیز کو فرض کر کے اسے سارے یا بعضے لوازم کو دے کر مطلب میں ادا کریں اور یہہ ادا کرنا ایسی خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتھ ہو کہ اگر دوسرا نہ واقف ہو تو یہہ نہ جانے کوئی لفظ اس لوازم کا ہے محل اور معنی واقع ہوا اسکی مثال میں تین رقعے لکھے جاتے ہیں **رقعہ فرادست تلامذہ میں** حافظ صاحب کرم فرما میرے زیادہ ہوں الطاف آپ کے بے شوق ملاقات مست آیات کے کہ اسکی تمنائیں مگر آتش دیدہ کی طرح پڑمردہ رہتا ہوں گذارش یہہ ہے کہ آج خدمت میں حاضر ہونیکا عزم بالبحرم تھا لیکن واقعہ عجیب یہہ پیش آیا کہ قاری

محمّد صاحب کے انتقال سے جلسہ کا جلسہ درہم برہم اور سارا مدرسہ زیرِ اُوزیر ہو گیا اسی سبب متوقف ہو کر صحیفہ معذرت ارسال کیا چاہتا تھا کہ حافظ محمد صاحب نے کہا کہ صاحب ایک جلد کلام مجید لکھنؤ کے چھاپہ کی آپ کے پاس سے لائے سبحان اللہ حبیب کلام اللہ میں چاہتا تھا وہاں ہی میسر ہوا اگرچہ حافظ محمد حسین صاحب بمبئی کے چھاپہ کی تحریف بہت مد اور شد کے ساتھ کرتے تھے لیکن اسکے خط کو اسکے خط کے ساتھ مطلق مناسب نہیں ہے اب مجھے وقف کرنا چند جلدوں کا منظور ہے سوداگر کا اگر چند روز ٹھہراؤ ہو تو وہاں ہی مطلع فرمائیے آپ ہی طبع عالی ہمیشہ مصحف کی تلاوت کی طرف مائل اور دست آرزو گردن مقصود کے ساتھ جمیل رسالہ و السلام رقعہ شطرنج کے تلامذہ میں شہسوار میدان صفوت و صفائیت اور اساطیر محبت و سلامت بندہ حرارت قلب کے عارضہ سے توجیران اور شش در رہتا ہی تھا اضعف مانع کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کر دیا ہے ہر دم ہی سوچ اور منصوبہ رہتا تھا کہ کہہ جاؤں اور کونسی ایسی چال چلون کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پائے بارے اندون حکیم شاہ رخ مرزا صاحب اس شہر میں وارد ہو کر تعریف لگی اور سادگی مزاج کی بہت سنی جاتی ہے کہ اُس کے نزدیک بادشاہ اور فوہر اور فقیر اور مسکین اور امیر و فیل نشین دونوں برابر ہیں مریضوں کی خبر گیری کیو واسطے صبح سے پہر گئے ایک بارہ دین شطرنج بھی بچھائے بیٹھے رہتے ہیں یوں توجیحات عمارت پر کسی کا اختیار نہیں ہے اور نہ ہر مردہ اور شربت انار اور خطمی خبازی کہوں طبیب نہیں جانتا لیکن دستِ ثفا بھی رکھتے ہیں اور عطار و نکو بیاروں کا مال مار لینے اور اپنی منفعت اور خورد برد کی واسطے گران چیز بیچنے کی اجازت نہیں دیتے اس واسطے چاہتا ہوں کہ انکی خدمت میں رجوع لاؤں لیکن مکان انکا فاصلہ پر ہی پیادہ پانہیں جاسکتا اگر کسی طرح کا ہرج ہنو تو صبح کو گھوڑا پاکی

بھیج دیا کیجئے اور جو کچھ تامل ہو تو یار شاہ طرہ ہونہ بار خاطر سمیت نہیں دے رہے ہوں
یوں بھی جاسکتا ہوں نہیں تو لالہ اندر جیت چودھری یا مظفر زین والے کی
گاڑی کرایہ کو منگایا کرو مگنا فقط **رفعہ گنجھہ کے تملازمہ میں**

آفتاب پہر قرار و قدر دانی سرتاج اہل سخن و معانی سلامت چنگیز خان
افغان ساکن رحمت گنج اور فائق علی اپنے بھائی اوشہ شیر غلام کو ساتھ
لیکھ میر وزیر علی کی برات میں گئے جب نوشہ کو نہ لایا اور عید کٹر اتار کر سرخ لہا
شاہ نہ پہنایا تب وہ غلام بہ معاش بد قماش چائے کر کے اتارے ہوئے
کپڑوں کو بغل میں دبا کر کہیں چلا گیا ہر جہاں کہ چور کی تلاش ہوئی مگر سر دست ہاتھ
نہ آیا جب کھانا تقسیم ہوا اور خان مذکور نے کھانا کھا کر رومال اور خدال کیوٹے
اس بیچیا کو تلاش کیا اور دستیاب نہ ہوا تب بوجھ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وہی
بد ذات لیگیا یہ دریافت ہوتے ہی دونوں بھائیوں کے چھکے چھوٹ گئے
سب تریش خراش چن بھولی کہ اس چور نے ہماری عزت خاک میں ملا دی
بیچارے نہ امت کے مارے اپنے گھر چلے آئے اب سنا جاتا ہے کہ وہ نمک
حرام مغلیہ رہ میں کہ آپ کی تحصیل داری کا علاقہ ہی نادری خانم نامی ایک
خانگی کے گھر میں چھپا بیٹھا اس واسطے پہنچا کہ اس کے حلیہ کے علاوہ
ورق پر لکھا ہے خدمت میں پہنچ کر تکلیف دیتا ہوں کہ اسکو جلد گرفتار کر کے
ادھر کوروانہ فرمائیے زیادہ نیاز خفی نہ رہے کہ امرا اور حکام کی شن
اور صفت کا انداز تو اس کتاب کے دیباچہ سے معلوم ہو گیا لیکن اگر باغ
اور مکان کی تعریف منظور ہو تو اس کے لکھنے کا طور یہ ہے تاج گنج کے
روضہ کی تعریف آج قلم کا دماغ پھولوں کی خوشبو سے معطر ہے کاغذ
کا صفحہ آنکھ کی سفیدی کی طرح منور ہے نظر کا ڈور ارگ گل کے طور پر رنگین ہے

نگاہ کا تار رشتہ گلدستہ کے مانند بہارین کی کسو اسطے کہ مجھے ایک باغ اور مکان کی صفت لکھنی منظور ہے جسکی سیر سے چشمِ مردم میں نور ہے اسکے صحن اور دالان میں خدا کی قدرت کا گل کھلا ہے چمن اور میدان میں صنائع کی صنعت کا تماشا ہے وہ کون مکان اور کیا گلستان جوشا بہمان ایسے بادشاہ عالیجاہ کا قیام گاہ ہے کون قصر اور کیا ایوان جو جناب عالیہ بادشاہِ بیگم کا آرام گاہ ہے جسجگہ تہہ بہہ دولوں آفتاب ماہتاب سوئے ہیں چاند اور سورج دست اس زمین کے تار ہوتے تھے تاجِ نبی کی کار و مضہ جہان میں مشہور ہے اور چمن اُسکا جنت کی خوشبو سے معمور ہے اکبر آباد کیا بلکہ سارے ہندوستان کی اس مکان سے عزت ہوئی ہے ہندوستان کیا بلکہ تمام رُو زمین کی اس سے زینت ہوئی اس چمن کی ہوائے جو کلیوں کی بوباس سے خیال کے دماغ کو معطر کر دیا تو باغ کی فضا نے نگاہ کے دامن کو گلچین کے دامن کی طرح پھولوں سے بھر دیا سبحان اللہ کیا روضہ ہے کہ رضوان جسکے لطف اور لطافت سے راضی اور خوش ہو ہے بارک اللہ کیا باغ ہے جہین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے سورج اس باغ کا ایک زرہ آلو ہے چاند اس چمن کا گل شبو ہے پہلے دروازہ کی بلندی دیکھنے کو جو آسمان گردن اور سر اٹھائے تو اسکو آفتاب کی پگڑی سنبھالنی مشکل ہو جانی دولوں بازو کی پیر سے محراب کی چوٹی تک کلامِ حمید کا سورہ چوب قلم سے جو لکھا ہے عقل اس طلسمات سے حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے ویسا ہی دور سے دکھائی دیتا ہے اس فن کے مبصر انصاف سے دیکھیں کہ یہ بات کیسی مشکل اور کس طرح کی تفسیرِ کامل ہے سنگ مرمر پر سنگ موسیٰ کی پیکاری کہئے یا آنکھ کی سفیدی پر تپکیوں کی سیاہی کی نموداری سرف با بن کا فور کی قرص پر مشک کے دانہ پڑے ہیں لفظ بہن یا ہیر کی تختی پر

اینہم کے نگین جڑے ہین ینائے آسمان کی طرف تعجب کا ہاتھ اٹھائے ہے
 کہ یہہ خم دیکھئے اور اس بارگاہ کے ساتھ ہمسریکا دعویٰ اور دم دیکھئے
 محراب کا خم ابرو سے اشارہ کر رہا ہے کہ اندر جا کر ذرا بہار کا عالم دیکھئے
 نہیں نہیں بلکہ غلطی ہوئی جھسے کہ محراب کا اشارہ یہہ ہے کہ پیسے جو اس کو
 یہاں طاق پر رکھ جائیے تب آگے قدم بڑھائیے پس جو ادھر چوکھٹ
 ناگہنی کی غریمت ہوئی تو ادھر عقل اور حکمت رخصت ہوئی سیر سے
 سیر ہونا تو نگاہی کے ہاتھ ہے لیکن حیرت یہاں ہر قدم ساتھ ہے سب
 کے پیسے بہار کے عملدار بڑی شوکت اور شان کے ساتھ نظر پڑتے ہین
 یعنی دور و یہ سرو کے درخت نیک تحت جو ان کی طرح حسن کے جو بن
 سے اکڑتے ہین زمرہ کے جھاڑی کیا حقیقت ہے جو اس کے ساتھ شبہہ دن
 مگر دن لکھون تو یوں لکھون کہ اچھے اچھے سبز پوش معشوق ہر قطار میں کھڑے
 ہو کر ناز اور انداز سے انگڑائیاں لے رہے ہین یا علماں بہشت سے آکر
 آسمان کو اس باغ کی خوبیوں کی خبر دے رہے ہین نشو و نما جو ہر چیز کو بڑتی
 ہے شاید سرو ہی کے لباس میں کمر بستہ یہاں آتی ہے یا آب و ہوا کی لطافت
 سے سرو کے پردہ میں آپ ہی بڑھی جاتی ہے دونوں قطار کے درمیان جو
 ایک حوض زمین دوز اور طویل ہے گویا فی سبیل اللہ سبیل ہے صافی پانی
 سے بھرا ہوا ہے اس میں ہر سرو کے مقابل ایک ایک فوارہ چھوٹ رہی
 ادھر سرو و زمرہ کے فوارے کا نقشہ اڑا لیا ادھر پانی کے فوارے سینے میرے کو پانی
 کر کے بہا دیا بعد اسکے ایک مربع حوض جو بہت ستھر ہے نہایت خوبصورت
 اور خوشنما ہے آئینہ اسے دیکھ کر حیرت میں آتا ہے نگاہ کا قدم چپلا جاتا ہے
 بہشت کی نہر اس کا خزانہ ہے آئینہ اس کا آبدار خانہ ہے بلکہ آئینہ میں آئینہ

کہان اور وہ موجوں کی سلسلہ جنبانی کہاں پانی اس کا دودھ سے زیادہ مصفا ہے
 برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے چونکہ جو شیر خشک ہو جائے تو رَواہی پتھر جو بَرخ
 و بہشت بن جائے تو بجاہی نازنین معشوق اسکے گرد بیٹھے ہیں اپنا منہ اس ر
 آئینہ میں دیکھتے ہیں انکے عکس سے صاف آشکا راہی کہ پری کو نشہ میں
 اتارا ہے چاروں طرف سے فوارے چھوٹتے ہیں گویا آسمان سے تار لٹکتے
 ہیں پانی کے زمین پانی کا درخت نکلنا اور پانی ہی کے پھل پھول سے پھولنا
 پھلنا خدا کی قدرت ہے آئینہ کے چشمہ سے موج کا کھڑے ہو کر چلنا اور ہوا
 کے ساتھ زور کر کے اچھلنا عجب حکمت ہے عقل نے جب فکر کے دریا میں غوطہ
 لگایا تو روضہ کے ادھر حوض کے واقع ہونیکا سبب یوں سمجھ میں آیا کہ
 نگاہ پہلے اس میں نہا کر پاک ہو لے تب روضہ کے طواف کی آرزو کرے
 اور ناطقہ پہلے اسکے پانی سے کلیان کر کے منہ صاف کر لے تب بہار کی صفت
 میں گفتگو کرے اس حوض کی یاد میں دریا کی پسلی پھر کئی بھی سینہ میں آگ
 بھڑکتی ہے جوش کھا کر دیکھنے آتا ہے مگر دیوار سے سبڑا کر بھڑکتا ہے
 حطوف اکھٹا ہے اور جہر خیال دوڑائے بیدا چنبیلی موگرا موت چھٹا
 جو ہی کیتکی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس گل مہندی
 نازبو گل زنبق گل رعنا گل فرنگ گل چاندنی شبو گلنا سیونی دو پہر ہی
 سورج کھی لالہ آفرمان سوسن ہزار زبان نرگس حیران قسم قسم رنگ رنگ
 کے پھول پھول رہے ہیں پیاری پیاری سہانے درختوں پر صبح و شام کی دھوا
 چھا نہہ کا عالم بتوں پر شبنم طراوت اور نم ڈالیوں پر چڑیوں کا غل پر لونی
 آسپین چھپر چیل بوجوانوں کی غول ہم جولیوں کی ہنسی اور ٹھٹھول کہین گل کے
 فنیق کہین بیل کے چچے ہیں مورا دھر شور کرتا ہے ادھر مستوں کا جنون

زور کرتا ہی کوئل و ان کوک اٹھتی ہی یہاں سینوں میں ہو ک اٹھتی ہی
 پیہیا جو و ان بولا پی کہاں تو پھر یہاں بدن میں جی کہاں دھڑکی ادھر نہی
 نہی طور پر دھن ہی ادھر جیات کے جامہ کی ادھڑپ ہی طوطی کی جو
 بات ہی گویا نبات ہی ینا گوشیرین کلامی سے کلام ہی نا کا منو کا کام
 ہی تمام ہی جلنو کا چکنا باغ کا مہکنا دونوں وقت کا ملنا شبو کا کھلنا
 سنبل کا بال بکھیرنا چھیلوں کا حوض میں تیرنا ہوا کا چلنا دل کا چلنا سبز
 کا لہلہا نا چڑیوں کا چھپنا پر نیراد و کا جھولنا شفق کا پھولنا گلزار خیال کا
 تماشا دکھانا ہے یہ سدا دیکھ کر کوئی پھول سا پھولا نہیں سماتا کوئی بوئے گل
 کی طرح گریبان پھاڑ کر نکلتا جاتا ہی بیاباے لاگ دلو کھینچتا ہی جنیلی کی البیلی
 وضع پر روح شیفہ ہی ہندی کی ٹٹیوں پر چاندنی لوٹ لوٹ ہی جسکی ہوا
 سے چاند کے جگر میں داغ اور دل پر چوٹ ہی عشق پیچہ جو عاشق کی طرح
 پیچ و تاب کھاتا ہی تو لجا لوشہ میلی معشوق کے طور پر سایہ سے شرمانا،
 لالہ لعل سے بہتر سبزہ زمرہ کا ہمسر کیا رونکے کنار کی ہری دوب کا شافی
 محفل سے زیادہ خوب اور مرغوب درختوں کے تھالے ہیں یاد و دہ کے
 بھرے پتوں پالے ہیں آبشار ہی یا آئینہ پشت بدیوار ہی پانی کی چادر پر
 جو نقش و نگار ہی قلم قدرت کا یادگار ہی نہر کی جو ایسی اٹھکھیلوں کی
 چال ہو تو دل کیونکر نہ پایا مال ہو مہتاب سرور کے ساتھ ہم آغوش ہی یا
 کوئی جوان سبزہ رنگ بادلہ پوش ہی گلزار کو دیکھ کر لعل انگاروں پر ٹوٹنا
 ہی سبزہ کے رشک سے زمرہ زہر کھاتا ہی یہہ لالے ہیں یا آتش کے پرکا
 ہیں جسکے دیکھنے سے جینے کے لالے پڑتے ہیں اور دل ہی دل میں داغ
 پڑھتے ہیں چاندنی نے سبزی میں کھیت کیا ہی یا سبز محفل پر نقش کرتے

چھٹک دیا ہے کلنی کو قلم کر کے ایسا برابر کیا ہے کہ اسکے پتے اور پھولوں نے
گو یا سبز اور سرخ بویٹوں کا قالیچہ بچھا دیا ہے مولسری کی جو بھیننی بھیننی خوشبو
ہی تو صبا کو اسی کی جستجو ہے یہہ ہر سنگہار کی کلکار یاں ہین یا آگ کی
چنگاریاں ہین بیرھوٹیاں رشگتی ہین یا قوت کا خون بہہ چلا لالہ زار حین
مین کھلایا چہار سے شعلہ نکل پڑا اگر آب و ہوا کی لطافت ہی ہے تو موتی قصہ
مین نکل کر کلیوں کا رُوپ دکھلایا اور چھیلی کا کاٹھا سرسبز ہو جائیگا میوہ کا
نام زبان پر آیا اور حلاوت کے منہ میں پانی بھرا یا کو لاسنگتہ رنگتہ چلو تہ
تازگی تیمور زرد آتش فشاں کو آنا رسید ہی انگور انناس ناشپاتی کیلا آڑو
بیر کمر کھہ شریفہ خربا پستہ بادام ناریل چرو بخی لونگ مرچ الائچی کھل
بڑھل انہ ابنی جان سہلین امرود شہتوت پونڈا کھرنی کروندا کوئی
ایسا پھل نہیں جو اس باغ میں نہوتا ہو اور ساگ ترکاری سے لیکر چڑی
ہوئی ٹک کوئی ایسی شی نہیں جسے باغبان نہوتا ہو کہین کو لے سنگتہ کا چمن
کا چمن آگ بھوکا ہو گیا کہین فالسے کی رنگتے زمین کا دامن اودا ہو گیا سب
آسیب کی زحمت دفع ہو جاتی ہے ہی بدن میں فز ہی لاتی ہے ناشپاتی سے روح
راحت پاتی ہے انار لے خلق کے منہ یا قوت اور موتیوں نے بھر دے معشوق
کے دانت کھٹے کر دے اور میوہ یہاں کا اخروٹ ہے جیسے تار و کا دل لوٹ
پوٹ ہے آسمان دن رات سو سو طرح تاک جھانک میں رہا تب انگور کے ٹٹے
سے ایک خوشہ پروین کا کپڑا لے بھاگا سو باوصف اس پنجنہ کاری کے اتک
پکانہ سکا کیلا یہاں ایک ایک گودین ہزار ہزار پھلتا ہے ماہ نو آسمان پر دکان
اکیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خربزہ یا سردا ہے پوست میں مغز اس کا
تر حلو ہے ہندوانہ مرغ روح کا آشیانہ ہے جسمین موجود ایک ہی جگہ آب

دانہ ہی شہوت تمام عالم کا قوت انجیہا کل شکر اور شیرامرو دھلو ابے
 دو دانہ مشقوقن کے ہونٹوں پر مہر خاموشی ہے کہ میرے سامنے شیرنی کا
 دعویٰ ناحق کوشی ہے دوات قلم کی زبان چوستی ہے گویا شکر ٹھہرا یا قلم
 کا غد کو چاٹتا ہے آپ چھوٹا بنا اور اسکو مصری بنایا مالی ڈالیاں سرون پر
 لئے جا بجا کھڑے ہیں انعام کے لئے اڑے ہیں کوئی پھولونکا ہار لاتا ہے کئی
 گلہ ستہ دور سے دکھاتا ہے پھر جو روضہ نظر آیا تو وہ سما آنکھوں میں سما یا کہ
 نہ دیدلے خواب کی آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ شنیدلے خیال کے کانوں سے کہیں
 سنا الہی یہہ روضہ ہے یا خلد برین آسمان ہے یا سنہرا کلس ہے یا سورج
 کی کرن گنبد ہے یا نور کا مسکن قبرستان ہے یا روضہ رنگون مکان ہے یا
 جواہرات کی کان ہے جو تھپہ جواہرات سے بہتر ہے صبح نے مرم کے ایسی صفائی
 پائی تب سنگ مرم کی صورت بنائی سنگ موسیٰ کو شعلہ تجلی نے طور پر جلایا
 تب اس درگاہ کی صرف میں آیا کلس کا سایا دریا میں ایسا رہتا ہے جیسا
 برج آبی میں آفتاب حوض میں چاند ایسا نظر آتا ہے جیسا دریا میں جہاب
 دیوار میں منہ نظر آتا ہے گویا آئینہ ہے جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ
 ہوتا ہے گویا قرابہ ہے گلاب سے بھرا ہوا صبح کی طبا شیرا سترکاری کے صرف
 میں لائی گئی جواہر تک ہی نور کا عالم دکھاتی ہے رات کا مشک اور شفق
 کی زعفران پیکر گارے میں ملائی گئی جو آج تک یہی خوشبو دماغ میں آتی
 ہے آفتاب کے ترنج کا عرق پخوڑ کے ماہتاب کے پیالے میں موتی
 کے آب سے ملایا تھا جو چونہ میں یہہ نور اور ایسی صفائی ہے بہشت
 کے کافور کو شفق کے ساتھ آفتاب کی کھل میں پیکر صبح کے دامن میں
 چھانا تھا جو رنگ نے یہہ آب و تاب پائی ہے جالیوں کی نزاکت میں

عقل کام نہیں کرتی کہ پتھر کو موم کر کے بال کا قلم پار کر دیا یا خیال کا جلا بھج کر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام بنالیا ہر ایک ہر ایک جالی میں وہ ملا تھا کہ دیکھنے میں پتھر کی حالت ہی کا غذائی وصلی پر حرفوں کا ابھرا پن معلوم ہی ہوتا ہے یہاں پتھر پر پتھر کی کچکاری ہی ہے کاتہ جو نظر آتا ہے نہ پیوند اور جوڑ نہ کہیں سے پست ہے نہ بلند پتھر پر قہر کا لغو بند بھی اصل چیز ہی اسکی باریکیاں سمجھنے کو نہ عقل کو ادراک ہے نہ ادراک کو پتھر دیکھا چاہئے جب یہ مکان تمامی کی چھت اور زری بفت کے گنگا جمنی پیاسی کے پردے اور روپہری سنہری جڑاؤ و مرصع کار مسہری سے جو مفیش اور موتیوں کی جھاروں اور ہیرے زمرہ وغیرہ جو ہرات کے آدیزان سے بنایا اور آراستہ اور الماس تراش کنول اور مدگیان اور جھاڑ فالوس نمقے اور مانڈیاں اور دیوار گیریاں اور قندیلوں وغیرہ شیشہ آلات سے سجایا اور پیراستہ ہو گا حجاب و کجواب پُر زرا اور کامی اور شجر کی چادرین چڑھا چڑھا کر انگلیٹھیاں اگر عود تھاری اور مشک تازی اور عنبر سارا کی ساگنائی ہوگی چوتیرمان زمرہ دی سنہری رُو پہلی گرد سے ہلاتی ہونگی تب کس اہل بصارت کی نظر ٹھہرتی ہوگی اور کس نگاہ کام کرتی ہوگی بس کر شہید کہ اب لکھنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہے بحرِ بیانی تیری شہو ہے تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدر ہے پیر فرمایش سے مجبور ہے کہ نگین عبارت لکھنے کی اجازت نہیں نہیں تو مجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہیں لیکن یہاں بھی عجب کام کیا ہے کہ سادگی میں رنگینی کا رنگ دکھا دیا ہے سو یہم دوستوں کی سیر کے لئے گلزار ہمیشہ بہارا اور حاسدوں کی نگاہوں

میں کھٹکتا ہوا غار ہے دوسرا قاعدہ واضح ہو کہ ہندوستان
میں شادی وغیرہ تقریروں کے رقعے کثرت سے تقسیم ہوتے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں کی
نوبت پہنچی یہاں تک کہ اب تخفیف لقمہ کے واسطے اگر چھپوانا ممکن ہوتا ہے تو
چھپوا لیتے ہیں اور سب جگہ مسلمان اور ہندو دونوں قوم میں یہ رسم بہت
جاری ہے اسکو نوید کے رقعے کہتے ہیں اور اب تک تو اکثر فارسی زبان میں لکھے
جاتے ہیں لیکن اگر اردو میں لکھا جائے تو صورت اسکی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ یا خدا کا شکر کہ اندون بر خور دار
سعادت اطوار سید فدا حسین طالعمر کی شادی
درپیش ہی چنانچہ جب کی تہائیوں تیار سچ سچ
اور اٹھائیوں کی ہندی اور اٹھائیوں برات
کی تقریب ہے ارباب نشاط کی قص اور سرود کا جلسہ
قرار دیا گیا اسواسطے التماس ہے کہ تینوں تیار سچ
شام سے تشریف لاکر نخل کی زریب اور زریب
بڑھائیے اور مستعدی کو مرہون منت فرمائیے فقط

سید محمد علی

اور مکتب اور ختمہ وغیرہ تقریروں کے واسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا
فرق اسی قدر ہے کہ شادی کی جگہ ختمہ خواہ مکتب لکھنے میں آتا ہے کہ طرح
کہ جب کی تہائیوں تیار سچ سے پہرے کے وقت یا تیسرے پہر یا صبح کی وقت
برخودار فدا حسین طالعمر کا مکتب خواہ ختمہ ہی امیدوار ہوں کہ تشریف

لا کر راقم کو سرفراز اور ممتاز فرمائیے اور اس طرح کے رقعے سرخ کاغذ پر اور جس جس کو بلا نا منظور ہو تا ہی اس کا نام رقعہ کی پشت پر اور اپنا نام عبارت کے خاتمہ میں لکھ کر اور کبھی لفاظی کر کے اس طرح فین کے نام لکھ کر تقسیم کرتے ہیں اور جو لوگ تھوڑے ہوتے ہیں یا کچھ لوگ کسی کچھری میں خواہ اوچکبہ ایک جا ہوتے ہیں تو اکثر ایک بند کی پیشانی پر اس طرح کی عبارت لکھ کر اسکے نیچے چھوٹے چھوٹے مکینچ کھینچ کر ہر ایک کا نام درج کر کے بھیجتے ہیں اور ہر ایک شخص اپنے اپنے نام پر صاد کر دیا کرتا ہی اور عرس وغیرہ تقریبات کے رقعے سادے کاغذ پر ہوتے ہیں عبارت اسکی بھی اسی طرز کی ہوتی ہی یعنی یہ کہ فلانی تائیرخ مجلس شکر میلاد شریف کی یا فلانے بزرگ کی عرس کی مجلس خواہ سماع کی مجلس منہ خانہ میں قرار پائی قدم رنج فرما کر فوا حاصل کیجئے فقط واضح ہو کہ ادیکان خط و خان جیسے دستانی سرکار میں چہرہ اور کار کا مکتبی انگریز دہلی کی کچھری میں حلیہ کتے ہیں اکثر فارسی ہی میں لکھا جاتا ہے اور سرکار انگریز بہادر علی عدا ر میں اگر چہ لہ دو میں لکھتے ہیں لیکن اس تحریر میں بھی حرف و ربط کے سوا اکثر فارسی کے الفاظ دیکھتے ہیں آئین اس واسطے خاص و میں اسکی تحریر کا طرز لکھ دیا جاتا ہے حلیہ سا نولایا گوریا کا لایا گینوا رنگ پٹے خواہ از رفین یا سار میں جو خواہ کا یا سپید بال یا تامر مند ہوا چوخی اہ تنگ شینی بوڑھا خواہ اڈھیر یا شروع جونی چٹے یا چھٹی تھو بڑی یا چھوٹی یا کونجی یا بہنگی آنکھیں ایک آنکھ میں پھلی یا کاننا جیسا ہو سکتا خواہ چھوٹا کان چھوٹا خواہ لسنے دانت اوچی یا چھٹی ناک کان ہونٹ پر چھان کہیں ہو و خواہ ایک تل ناک رمسہ کلہ پینڈوری اگر یا جہا کہیں بول یا کتابی چہرہ سبزہ آغاز یا مین بھیگتی ہو میں ڈاڑھی مند اسے موچھین کترائے باجا ابرو کا صفا یا بالکل موچھین رکھائے ہو وے یا خشنا سخی خط یا لمبی ڈاڑھی سفید یا سیاہ خواہ وسمہ یا مہندہ یا کاغذات کئے ہو یا کہو سا ٹھکنا یا مچھولا یا لمبا ڈیل کوتاہ یا لمبی گردن موٹا خواہ دبلا بدن اور تل اسکے جو شکل اور صورت کا

ٹھیک ٹھیک دریافت ہوا رد و زبان میں ایسا لکھے جو سمجھ میں آوے فقط

چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم میں

دستاویزوں کے بیان میں جانا چاہئے کہ دو یا کئی شخصوں کے درمیان میں جو کچھ معاملہ ٹھہر کر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے اسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہیں اور اس زبانی دستاویزوں کے لکھے جانیکا بہت رواج ہے اور اکثر دستاویزین مروج ہیں تفصیل انکے ناموں کی یہ ہے تمک اقرار نامہ چمکا بیغنامہ سن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ محضر نامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضامنی عاتق نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید قبض الوصول فارغ خطی راضی نامہ صلح نامہ فیصل نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ

تمک

اس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی کسی سے کچھ روپیہ قرض لیکر دستاویز لکھ دے قرض لینے والے کو مدیون اور قرضدار اور دینے والے کو داین اور قرض خواہ کہتے ہیں اور روپیہ کا دینے والا جو اپنا قرض مانگے تو اسکو تقاضہ اور لینے والا جو روپیہ دیدے تو اسکو ادا بولتے ہیں اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہے تو اسکو لیت و لعل اور جیلہ اور حوالہ اور مال بال کہتے ہیں مثال اسکی اور نقشہ اسکے لکھنے کا اس طرح ہے

ہم کہ عبداللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ با محلہ پٹنورہ میں جو ہم تین ہزار روپے سکے کدار کہ آدھا اس کا پندرہ سو روپیہ ہوتا ہے لالہ گلاب کے کش چند مہاجنوں کی کوٹھی سے دد برس کے وعدہ پر قرض لیکر اپنے تصرف میں لائے اسکا اقرار کرتے اور لکھے دیتے ہیں کہ وہ روپیہ تمام اور کمال اصل مع سود بڑوسہ سیکڑے کے حساب سے میعاد کے اندر ادا اور بے باقی کر دینا

عبداللہ
دستخط
شیخ فرخ با
میرزا
میرزا
میرزا

اور اگرچہ روپیہ درمیان میں پہنچا دین تو مہاجنوں کی رسید
 لین یا اس نمک کی پشت پر وصول لکھدین بدوں اسکے
 اظہار وصول کا باطل اور غیر مسموع ہوگا اس واسطے کہ تیار
 نمک کی لکھدی کہ سند ہو اور ضرورت کے وقت کام آو فقط
 ۲۲ اپریل ۱۳۵۷ء مطابق ۹ شہر جمادی الثانی ۱۳۵۷ ہجری
 اور جو بیٹے آدمیوں کی طرف سے نمک لکھنا پڑے تو نقشہ اس کی تحریر کا یہ ہے

بنکار کس مقصد
 گواہ ہوا
 رضا معنی

مع
 کہ مبلغ پچاس ہزار روپے جو نصفی اس کا پچیس ہزار ہوتا ہے ساہ
 بہاری لعل گو بند لعل مہاجنوں کی کوٹھی سے سرکار میں قرض لئے اور اسکے
 وصول کے واسطے دو ہزار روپے ماہواری کی قسط مقرر کر دی گئی اس واسطے
 لکھا جاتا ہے کہ مہاجنوں کا روپیہ اصل معہ سود روپیہ سیکڑے کے حساب سے جب تک
 تمام اور کمال ادا اور بے باقی ہو امام علی کا زندہ متعینہ جاگیر علاقہ پیرسا وغیرہ
 دو ہزار روپے کی قسط ہر مہینے میں پہنچاتا رہیگا کسی طرح کی وعدہ خلافی نہوگی
 فقط

کارندہ داروغہ
 گواہ ہوا امام علی گواہ ہوا غلام حسین
 مبلغ
 النصف منہ
 و ع

المرقوم ۱۱ اٹھارہویں ماہ ذیحجہ ۱۳۵۷ ہجری مطابق چودھویں اکتوبر ۱۳۵۷ء

اقرار نامہ اس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی کسی بات کا قول اور اقرار کر کے کاغذ اسکا لکھے اور اسکی شرائط کیواسطے کچھ حد و محصر نہیں ہی انواع اور اقسام کے اقرار نامہ ہوتے ہیں نقشہ اسکا بعینہ مثل نقشہ تمسک کے ہی جو پہلے لکھا گیا **مثال اسکی** مضمون کے ہم شہامت علی قوم کے سید رہنے والے قصبہ ردو لی متعلقہ دارالسلطنت لکھنؤ کے ہیں جو ہمیں پچیس روپے بابت اجرت تحریر کتاب شاہنامہ کی پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد صاحب کی سرکار سے وصول کئے اسصورت میں اقرار کرتے ہیں کہ چار مہینے میں شاہنامہ نقل کر کے منشی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیں گے اور جب ساری کتاب لکھ کر پہنچا دیں تب باقی اجرت تحریر کی روپے کے چار جزو کے حساب سے لینگے اور اگر نقل نہ کر سکیں تو یہہ روپہ پیشگی کا اور کاغذ اور روشنائی اور شجر ف اور قلم بلا عذر منشی صاحب کو پھر دیں گے اسواسطے یہہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ سند ہوا اور وقت پر کام آوے المرقوم تاریخ و ماہ فلان و سنہ فلان **مچلکا** مچلکا اور اقرار نامہ کا مضمون اوپر تحریر ایک ہی ہوتا ہی لیکن اندون میں فرق اسقدر ہی کہ اقرار نامہ کبھی حاکم کے سے لکھا جاتا ہی جیسے اقرار نامہ مالٹی وغیرہ اور مچلکا صرف حاکم ہی لکھاتا ہی **مثال اسکی** ہم کہ زیر سنگبہ زیندار لمبردار موضع سریان پر گنہ دنوار ضلع آگرہ کے ہیں جو ہم سے اور ہمیں رام روپ زیندار موضع بھدوئی سے بابت سرحد اور سوانہ کے تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور اب ہنگامہ اور قضایا کے سبب سے تھانہ دار نے ہمکو صاحب مجسٹریٹ کے حضور میں چالان کیا اور حاکم مدوح کی حضور سے حکم دخل کرنے مچلکا کا صادر ہوا اسواسطے اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ کو کسی طرح کا قضیہ اور فساد نہ کریں گے اگر کریں تو وہ سوروپے جرمانہ داخل کریں اور مجرم سرکار کے ہوں المرقوم بیعنامہ اس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کسی چیز بیچنے کا اقرار بیچنے والے کی

طرف سے نام لینے لکھا جاتا تھا اور زمانہ سلطنت اہل اسلام میں وہ ہمیشہ بائیں کے قرار سے قاضی کی طرف سے لکھا جاتا تھا اور اس طریقہ پر کتر لکھا جاتا اور اس کو قبائلی کہتے ہیں اگرچہ قبائلی عربی میں داکو کہتے ہیں چنانچہ قبائلی سچ و قبائلی کج وغیرہ لیکن اس عوام میں کہ بیغنامہ کو قبائلی کہتے ہیں اور ان کو بائیں لینے والے کو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو بیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہیں اور ایک صورت بیع کی یہ بھی ہوتی ہے کہ مثلاً کسی پر روپے کی ڈگری عدالت سے ہو جائے یا سرکاری مال گذاری کاروبار کسی زمیندار پر باقی ہو اسکے وصول کی واسطے حاکم اس کی جائداد کے بکنے کا حکم دیتا ہے اس کو بیغنامہ کہتے ہیں اور جو کوئی وہ جائداد خرید کر تا ہے اس کو خریدار بیغلام اور بیغلام دار کہتے ہیں اور سند اس بیع کی جو اس کو دیا جاتی ہے اس کو قبائلی بیغنامہ کہتے ہیں بیغنامہ کی تحریر کا نقشہ بھی مثل تحریر نقشہ تمک کے ہے

مثال بیغنامہ کی ہم کہ شریف خان ولد لطیف خان اور وزیر خان ابن کبیر خان ذات کے پٹھان رہنے والے شہر اگرہ حملہ قاضی پورہ کے ہیں جو ایک منزل جو علی قاضی پورہ کے محلہ میں پختہ عمارت کی واقع ہے اور انڈر اسکے ایک دالان در دالان پچھم رخ کڑیوں سے ٹپا ہوا اور ہر دالان کی بغل میں ایک ایک کھڑی اور ایک دالان پورب رویہ کہ اسکے دانپے اور بائیں طرف کو ایک ایک شہ نشین اور اتر طرف ایک دالان داہنی طرف ایک آبدار خانہ اور بائیں جانب کو نیمین پانچ خانہ اور دکن کی طرف ایک ساٹھان جس کو باور چنجانہ کہتے ہیں اور درمیان میں صحن مربع کہ اُس کی زمین ستر گز کسب سب اور پچھم طرف کی دالان کی چھت پر ایک کمرہ انگریزی جس کی چاروں طرف دروازہ کھڑکھڑیہ دار زنگارنگ کی ہیں اور پورب کی دالان کی چھت پر ایک بنگلہ کا ہے اور اسکے سامنے ایک چھوٹا سا پانچ خانہ بنا ہوا ہے اور چاروں حدیں اس مکان کی اس تفصیل سے ہیں

حد خائفہ میان امام علی شاہ سے ملی ہے حد مسجد شاہ معصوم کے متصل

شمارۂ نوزن طوایف کی حویلی جو بیخ بدہوترک سوار کا مکان

سو وہ مکان موروثی اور جدی ہم دونوں مقرون کے قبضے میں کہ ہم دونوں چھیرے
بھائی ہیں بلا شرکت کسی دوسرے شریک اور حصہ دار کے چلا آتا ہے ان دونوں ہم
دونوں نے اس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اسباب کے کسی نے ہم پر کچھ نہ
اور ظلم اور جبر یا زبردستی کیا ہو یا پانچ ہزار روپے پر کہ نصف اسکا وہ ہزار پانچ سو روپے
ہوتا ہے میرزا محمد بیگ ولد میرزا احمد بیگ قوم منغل رہنے والے شہر اور محلہ ندکوہ
کے اٹھ بیچ والا اور روپیہ شتری موصوف سے دام دام بھر پایا اور شتری کو اس
مکان پر قابض کر دیا پس اولاً بدلاحس کو شرع میں تقابض بدین کہتے ہیں
ہو گیا اور ہم اپنے ہوش و حواس میں اور عقل کی درستی کا تھغیر کھائے اور ہر کھائے
شخص غیر کے یہ قبالہ بیگنامہ لکھ کر اقرار کرتے ہیں کہ بعد اس کے ہمارے وارثوں کو
مشری اور اسکے وارثوں نے اس مکان کی بابت کبھی کچھ دعویٰ نہ ہوگا اگر ہم خواہ ہمارا
کوئی وارث شتری یا اسکے کسی وارث پر کچھ دعویٰ کرے تو جھوٹا ہو اور ہرگز سنا نہ
جائیگا اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہو کر اس مکان میں اپنے حصہ کا دعویٰ
اٹھ کھڑا ہو تو جواب ہی اسکی ہم با یعون کے ذمے ہے اور جب ایجاب اور قبول دونوں طرف
سے عمل میں آیا تو بیع کی تکمیل اور صحت میں کوئی جگہ کلام کی باقی نہ رہی اس واسطے قبالہ
بیگنامہ لکھ کر معتدلوگوں کی گواہیوں سے تکمیل کر دیا کہ ضرورت کی وقت سند
کامل ہوا اور حاجت کے وقت کام آوے المرقوم بارہویں رمضان سنۂ ہجری اور
قبالہ نیلامی کا نقشہ بھی اسی طرح کا ہی مگر عبارت کی تحریر میں البتہ فرق ہے

فتالہ نیلامی کی مثال

واضح ہو کہ پہلی جنوری ۱۸۵۷ء

کو ایک منزل حویلی واقع محلہ نواب گنج من محلات بلدہ فیروز نگر محمد و دجود
منفصلہ ذیل شرق ————— غرب

جنوب سے شمال
ملکیت شیخ علی بخش مدعا علیہ کی شیخ ضامن علی مدعی کی اجراءے ڈگری مین کہ
مدعا علیہ مذکور کے نام محکمہ منصفی اول سے پہلی نومبر ۱۹۳۸ء کو صادر ہوئی تھی
موافق قانون ہفتم ۱۹۳۸ء کے نیلام ہوئی اور شیخ بیدار علی نے معرفت رحیم
بخش ملازم اپنے کے حق و موافق مدعا علیہ مذکور کا جقد رجوعی مذکور مین واقع
ہی عوض ایک سو پچتر روپے سکے کمپنی کے خرید کیا اور خریداری اسکی اسی تاریخ
سے نافذ ہے المرقوم تاریخ سنہ اس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے
دستخط اور مہر عدالت کی لازم ہے رہن نامہ

اس دستاویز کو کہتے ہیں جس مین کسی چیز کے گرو کرنے کا حال کسی قدر روپے کی
عوض مین لکھا ہوا اور زمیندار و زمین اسکے کئی طریق جاری ہیں ایک یہ کہ رہن
یعنے جسے اپنی جائداد کو گرو کیا مرہن کا یعنی جسے گرو رکھا اس جائداد پر قبضہ
کرادے اور اسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے رہن کو بھوک بندہ کہ
کہتے ہیں دوسری یہ کہ رہن بعد گرو کرنے کے بھی آپہی اپنی جائداد پر قابض رہے
مگر دستاویز مین یہہ شرط لکھے کہ جب تک نہ رہن ادا نہ ہوگا ہم اس جائداد کو
کبیں دوسری جگہ بیع خواہ رہن یا بہنہ نہ کریں گے ایسے رہن کو دشت بندہ کہتے ہیں
اور کبھی یہہ اقرار ہوتا ہے کہ مرہن اتنے عرصہ تک قابض رہے کہ کے بغیر لینے نہ رہن
کے چھوڑ دے اسکو پٹ بندہ کہتے ہیں اور ایک صورت رہن کی اور بھی ہوتی ہے
کہ کچھ میعاد رہن کی مقرر کر کے یہہ شرط لکھیں کہ مثلاً دو برس کے اندر روپیہ ادا کرے
نہ چھوڑالین تو شکی مرہون نہ یعنی گروی چیز بیع ہو جائیگی اسکو بیع بالوفا اور پورب
مین کٹ قبلا کہتے ہیں جو رہن ادا کر کے چیز اپنی چھوڑالیتے ہیں تو اسکو فک
رہن اور انفکاک رہن بولتے ہیں اسکی تحریر بھی مثل بیغامہ کی ہوتی ہے فرق

اسی قدر ہے کہ بیعت نامے میں بیعت کے الفاظ اور مضمون لکھا جاتا ہے
 رہن نامہ میں رہن کا مضمون ہوتا ہے مثال اسکی یہہ دستاویز بعینہ بیعت
 کے طور پر لکھی جاتی ہے فرق اسی قدر ہے کہ فروخت کی جگہ رہن نامہ لکھا جاتا اور
 رہن کے معاملہ میں جو شرطیں ہوتی ہوں وہ لکھ دی جائیں مثلاً باغ کی رہن میں
 یوں لکھا جائے کہ میوہ جات اور پھل پھول ترکاری وغیرہ جو کچھ اس میں پیدا ہوتا ہے
 سب مرہن کو معاف کر دیا جب ہم سب روپیہ رہن کا ادا کرین تب باغ اپنا
 چھوڑالین اور گائون کی بابت اس طرح کی عبارت کہ منافع اور پیداوار جگہ
 بنکر سب مرہن کو حق حلال ہے جب زر رہن ادا کرین تب گائون رہن سے چھوٹ
 جائے اور فک رہن کے وقت نہ ہو کہ دعویٰ واصلات کا مرہن سے نہ مرہن کو زر
 رہن کے سود کا مطالب ہمے ہوگا لکھنے چاہئے اگر اس طرح کی شرط ٹھہر گئی ہو نہیں تو
 جو شرط ہوتی ہو وہ لکھی جائیگی فقط

ہب نامہ

اس دستاویز کو کہتے ہیں جہین کسی کی طرف سے کسی نام کسی چیز کے بخش دینے کا
 حال لکھا جائے اسکی دو صورتیں ہیں اگر یوں نہیں بدوں لینے عوض کے بخشا ہو تو
 صرف ہب کہتے ہیں اور اگر کچھ عوض لیکر بخشا ہو تو ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور
 بھاکھا میں ہبہ کو دان کہتے ہیں اسی سبب اس زبان میں ہبہ نامے کو دان پتر
 بولتے ہیں صورت اسکی بھی مثل صورت بیخامہ کی ہے صرف بیع اور ہبہ لفظوں
 میں فرق ہوتا ہے مثال اسکی اس تحریر کی صورت بھی بخبہ بیخامہ اور
 رہن نامہ کی صورت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور رہن کی جگہ ہبہ اور
 بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنی اگر واہب نے موہوب لہ سے کچھ لیکر ہبہ کیا تو
 یوں لکھنے کا دستور ہے کہ میں نے موہوب لہ سے ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ
 شمشیر یا چاس روپے نقد لیکر ہبہ باغ یا گائون خواہ مکان ہبہ بالعوض کر دیا

اور اگر کچھ نہ رہا ہو تو صرف یہہ اور بخشش کر دیا لکھینگے باقی حد حدود اور فیض اور دخل وغیرہ الفاظ اور عبارت اسطرح لکھنی چاہئے جو بیگنامہ کی مثال میں لکھی گئی فقط نکاح نامہ جس دستاویز میں صورت نکاح اور تعین مہر کا حال لکھا جائے اسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ بولتے ہیں دو لہ کو نکاح اور دو لہن کو منکوحہ لکھتے ہیں نقشہ اسکا بھی اسطرح حکا ہے **مثال اسکی** شکر بھیس قاضی الحاجات کو زیبا ہے جسے مگر ہونکو ایمان کی راہ بتائی اور حرام حلال کی بات سکھائی اور صاف صاف حرام سے اجتناب کر نیکا حکم دیکر دود و تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نہ کر سکے اسکو ایک ہی نکاح کی دی اور ہزاروں درود اور سلام اس پیغمبرِ عادل پر جسے امت کو خدا کا حکم بجالانے اور حرام سے بچانیکے واسطے یون تاکید فرمائی کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت ہے اور منحرف ہو وہ میرا نہیں ہے اس واسطے بندہ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید الخلف شاہ جہان آباد کا رہنے والا حال وار دشاہ جہان پور کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی رضا و رغبت اور ثبات عقل اور ہوش و حواس کی درستی سے مسماۃ حمیدہ خاتم عرف گوہر بانو مسٹی مرزا خورم کی بیٹی کے ساتھ سید معصوم علی کی وکیل کی کالت سے کہ اسکی وکالت پر مولوی دلیل اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہوں نے قاضی شرع کے روبرو گواہی دی چچا س ہزار روپے اور ایک سو ایک اشرفی کا ہنقرہ کر کے نکاح کر دیا اور یہ عقد صحیح شرعی نہ خفیہ اور کتمان کے طور پر بلکہ شہرت اور اعلان کے ساتھ واقع ہوا اور مجلس عام میں جہان شہر کے بہت سے روسا عظام اور مشائخ کرام حاضر اور موجود تھے بس تمام ہوا ایجاب اور قبول حاضرین مجلس کے روبرو اس واسطے یہہ وثیقہ نکاح خاتمہ لکھ کر حضار محفل کی گواہیوں سے مکمل اور مرتب کر دیا گیا کہ سند منظور ہو کر حاجت کی وقت کام آوے فقط : : : :

محضرِ نامہ کسی احوال کے ثابت کرنے کے واسطے جو کاغذ لکھ کر اطفالِ کارون کی مہر اور گواہیان لکھا جیتے ہیں اسکو محضرِ نامہ صورت حال کہتے ہیں اور اسکے بھی لکھنے کا نقشہ وہی ہے **مثال اسکی** جو خداوند مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امرِ حق کا چھپانا اور ادا سے شہادت اور گواہی سے آپ کو بچانا گناہ ہے اسواسطے یہہ احقر الام بندہ محمد اکرام اپنے حق پر گواہی طلب کرتا ہے اور رؤسائے کرام اور مشایخِ عظام ادا سے شہادت چاہتا ہے اس بات پر کہ میرے جدِ امجد شیخ ولی محمد نے بائیس برس ہوئے کہ لکھنؤ سے آگرہ میں اگر سکونت اختیار کی اور نائی کے منڈوے میں ایک قطعہ مکان بچتہ اور خانہ باغ اور مسجد اور خانقاہ اپنے مالِ مکسوبہ خاص سے تعمیر کر کے قابض اور متصرف رہے عرصہ دو برس کا ہوا کہ مقتضائے الہی فوت کر گئے اور مسیحی اسلام فلی چلیہ نے میری غیبت میں کہ اندون تلاش معاش کیواسطے حیدر آباد کو گیا تھا اس املاک پر قبضہ کر لیا اور اب جو میں آگرہ میں آکر طالب اپنے حق کا ہوا تو نام پر وہ غصب کی راہ سے ساری املاک کو اپنی مکسوبہ خاص ظاہر کر کے مجھے دخل دینے نہیں دیتا ہے حالانکہ اس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک نہیں ہے اسواسطے امیدوار ہوں کہ جس شخص کو اس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو مہر اور گواہی اپنی اس کاغذ پر کر دے کہ عند اللہ ماجور اور خلقتِ خدا کے نزدیک مشکور ہو گا فقط تحریر تاریخ سولہوین ذی الحجہ

محتمل نامہ کسی شخص کو کسی کام کے واسطے مختار کر کے جو سند مختاری کی لکھی جائے تو اسکو مختار نامہ کہتے ہیں اور اسکے اختیارات کیواسطے حد حصر نہیں ہے **مثال اسکی** ہم کہ رام چند مدعی زمیندار موضع کھمبہ پر گرنہ راٹھ ضلع کالپی کے ہیں جو اکثر مقدمہ ہماری عدالت دیوانی میں دائر ہیں

اور دائرہ بنیوالے ہیں اس واسطے ہم نے مقدمہ کی خبر گیری اور پیروی کے واسطے
 لالہ منالعل کو مختار اور اپنی ذات کا قایم مقام کیا اقرار کرتے ہیں کہ مختار مطو
 بہارے مقدمات میں جو کچھ سوال و جواب کرے اور جو دلیل دستاویز گذرے
 اور کسی کو وکیل مقرر کرے اور جو روپیہ خزانہ میں داخل یا بہار وصول کرے وہ سب
 ہمو مثل کئی ہوئی اپنی ذات کی قبول اور منظور ہے فقط المرقوم وکالت نامہ
 مثل مختار نامہ کے ہے فرق اس میں اس قدر ہے کہ مختار ہر شخص ہو سکتا ہے جو
 شخص کسی محکمہ میں حاکم کی جانب سے مختاری کے عہدہ پر مقرر ہو وہ بھی اور سوا
 اسکے اور بھی مقدمہ والا اپنی طرف سے جس کیس کے نام سند مختاری لکھ دے
 اسے مختار نامہ کہتے ہیں اور وکیل کچھری کی طرف سے وکالت کے عہدے پر
 معین ہوتے ہیں اس میں سے جب کسی کے نام سند وکالت کی لکھی جائے اسکو وکالت
 نامہ کہتے ہیں یہہ سند سوا ان لوگوں کے اور وکالت نامہ کی ہونہیں سکتی مختار نامہ وکیل
 کا جو عدالت سے مقرر ہے حال کے رواج کے موافق یا دینا پڑتا ہے یا وعدہ
 کر کے راضی کرتے ہیں اور وکیل مقرر کر نیوالے کو موکل کہتے ہیں مثال اسکی
 ہم کہ میر حسین علی مختار سید نور الدین مدعا علیہ کے ہیں جو مقدمہ شیخ حسین بخش
 مدعی کا سید نور الدین مدعا علیہ کے نام واسطے ولا پانے دس ہزار روپے قرضہ
 کے عدالت دیوانی ضلع اگرہ میں دائر ہے اس واسطے ہم نے اپنے نام کے مختار نامہ
 کے ذریعہ سے مولوی امان علی کو مدعا علیہ کی طرف سے بعد ادا کرنے کل حجتا یا کل مختار
 کے ادا کر نیکا اقرار کر کے وکیل مقرر کیا اقرار کرتے ہیں کہ مشار الیہ جو کچھ سوال
 و جواب کریں اور وکیل دستاویز گذرانے وہ سب ہمو مثل کئی ہوئی اپنی ذات کی
 قبول اور منظور ہے فقط المرقوم **خط** اندون اکثر تو اسے کہتے ہیں
 جو کوئی کسی مکان کر ایہ لیکر دستاویز اسکی لکھ دے یا ادنیٰ قسم کے لوگوں کو

نوکر رکھ کے ان کی نوکری کا کاغذ لکھے مثال اسکی لالہ مغل سین
گماشتہ اودے چند بہاجن کے نام جو ہننے ایک قطعہ مکان واقع جوہری بازار
کو لالہ مغل سین گماشتہ اودے چند بہاجن سے بیس روپیہ ماہواری پر کرایہ
لیا اقرار کرتے ہیں کہ کرایہ مقرر سی بلا عذر اوزکرار ماہ بہ ماہ پہنچاتے ہیں اور
مرمت شکست ریخت مکان کی مالک کے ذمہ ہے اور جو ہم کو نئی قطعہ یا اور
کمرہ مکان کا اپنے آرام کے واسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اس مکان کے
پھونزیکا ارادہ کریں تو اس اپنے سے بنائے ہوئے قطعہ کی قیمت کا مطالبہ
نہ کریں اور جو مکان کا ہمارے اٹھانیکا ارادہ کرے تو دو مہینے پیشتر سے
اطلاع کرے اور ہمارے بنائے ہوئے مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے
ادا کرے فقط المرقوم ۲۷ رجب ۱۲۸۵ ہجری العبد
سرکار جو زمیندار کو گائون کی بابت یا زمیندار رعیت کو ارضی کی
بابت یا سرکار یا زمیندار گائون یا کسی قدر زمین کا محصول مقرر کر کے کسی کو
اجارہ دے اور دستاویز لکھ دے تو اسکو پٹہ کہتے ہیں اور دوسری قسم
کے معاملہ کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اس اجارہ دینے والی کو متاجر اور
ٹھیکہ دار کہتے ہیں پھر بہت متاجر اگر اپنا کچھ نفع ٹھہرا کر دوسرے شخص کو
اجارہ دے تو اس معاملہ کو کٹنا بولتے ہیں فقط مثال اسکی

قولہ

پٹہ سیرخان ولد جیون خان کاشت کار ساکن محلہ دریا باد کے نام
فتح علی بیگ نمبر دار ماگندار حصہ چہارم موضع ریلوئی پور پرگنہ سارا
ضلع فیروزنگر کی طرف یہہ کہ جو موازی ایک بیگہ اراضی مرز و عم نمبر
چوبیس واقع موضع ریلوئی حسب درخواست سیرخان مسطور کے عوض

مبلغ پانچ روپیہ سالانہ زربھج کے ہمیشہ واسطے نامبرودہ کی کاشتکاری میں
 دئے گئے اس اقرار سے کہ نصف زربھج فصل خریف اور نصف فصل ربیع میں
 مومی ایہ مجھ لمبردار کو ادا کرتا رہے اور اگر مومی ایہ زربھج کے بروقت ادا
 کرنے میں عذر کرے تو مجھ لمبردار کو اختیار ہے کہ بہ ضابطہ سرسری اسکے
 نام نالش کر کے زربھج وصول کروں اور اس وقت میں یہ بھی اختیار ہے کہ
 اسکو بے دخل کردوں اور جب تک کہ مومی ایہ قول و قرار کے موافق زربھج
 کے ادا کرنے میں قاصر نہ ہو تب تک میں اسکو بے دخل نہ کروں اس واسطے یہہ جید کلمہ
 بطریق پٹہ کے لکھدی کہ حاجت کے وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ
 سنہ واضح ہو کہ یہہ طرز تحریر پٹہ کی اس حال میں مناسب ہے جب کہ تبا
 اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے ہوا اور جب جانب ادنیٰ سے طرف اعلیٰ کے ہو
 یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرار نامہ کے ہیں کہ فلان اور فلان کر کے
 مناسب ہے لیکن آخر میں لفظ پٹے کی تحریر اس میں بھی ہوگی **قبولیت**
 رعیت یا مستاجر یا کنگنا دار جو دستاویز قول و قرار کی زمیندار یا ٹھیکہ
 دار یا زمیندار سرکار کو لکھدے اسکو قبولیت کہتے ہیں مثال اسکی کہ میں پرنچا
 ولد جیون خان ساکن محلہ دریاباد کاہون جو میں نے موازی ایک بیگہ
 اراضی مزرعہ لمبر چوبیس واقع موضع ریوتی پر گنہ سارا ضلع فیروزنگر
 فتح علی بیگ لمبردار مالگذا حصہ چہارم موضع مذکور کی طرف سے اپنی
 کاشتکاری میں لے اس اقرار سے کہ نصف زربھج فصل خریف اور نصف فصل
 ربیع میں لمبردار کو ادا کرتا رہوں اور اگر زربھج کے بروقت ادا کرنے میں
 قاصر ہوں تو لمبردار کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرسری میرے نام نالش کر کے زر
 بھج وصول کرے اور اس وقت میں پھر بھی اسکو اختیار ہوگا کہ مجھکو بے دخل

کر دے اور ارضی میرے قبضہ سے نکال لے اس واسطے یہہ چند کلمہ قبولیت کے
 طور پر لکھ دئے کہ غذا الحاجت کام آوین فقط المرقوم **ضامنی**
 کیسی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی لکھ دے تو
 اسکو ضامنی اور لکھنے والے کو ضامن کہتے ہیں اور اسکی کئی قسم ہیں اگر کسی قدر زر
 معینہ کا ذمہ دار ہو کر ستاویز لکھی ہے تو مال ضامنی ہے اور اگر اس شرط سے
 لکھی ہے کہ جس قدر فلانا شخص تصرف کر جائیگا ہم اسکو ادا کریں گے تو اسکو تصرف
 ضامنی کہتے ہیں اور یہہ تو آپس میں ہوتی یا عدالت میں کسیکے خرچہ وغیرہ کے ذمے
 داری کیجاتی ہے اور اگر کسیکے حاضر کر نیکا ذمہ کیا ہے تو حاضر ضامنی اور اگر کسی
 کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضامنی ہے ہر ایک کی تحریر کا طور ایک مثال
 سے واضح ہوگا **مثال اسکی** ہم کہ ٹھاکر تختا ورسنگہ زمیندار موضع گھم یا پرگنہ
 حاج موضع کا پنور کے ہیں جو سبکی زور آور سنگہ ہمارے پٹے دار نے ڈگری عدالت
 قطعہ باغ واقع موضع بسولی کے ضلع سے حاصل کی اور اسکے اجراء سے کا حکم بعد
 لینے تصرف ضامنی کے صادر ہوا اس واسطے ہم بابت شعی دعویٰ کے بلا شرط جیتا
 اور حیات کے ضامن ہو کر قرار کرتے ہیں کہ اگر نام بردہ عدالت صدر ہمارے
 تو جس قدر تصرف اسکا ثابت ہوگا ہم بلا غدارا داکرین ہمیں اور ہمارے وارثوں
 کو کچھ عذر نہ ہوگا اور موضع گھم یا پرگنہ کا پیدا کو اس ضامنی میں مکفول کرتے
 ہیں جب تک مقدمہ عدالت صدر سے فیصلہ ہوگا اسکو بیع خواہ رہن وغیرہ کے
 ذریعہ سے کہیں منتقل نہ کریں گے یا یوں لکھے کہ ٹھاکر زور آور سنگہ ہمارے
 پٹے دار نے جو دوسو روپیہ لالہ رام رتن مہاجن سے قرض لئے ہیں ہم ذمہ
 کرتے ہیں کہ اگر وہ ادا نہ کریگا ہم لاکلام ادا کریں گے یا لکھا جائے اور جو زور
 آور سنگہ ہمارے پٹے دار جوئے کی علت میں ماخوذ اور اسے فعل ضامنی یا ضامن

ضامنی طلب ہے اس واسطے میں مقرر قرار کرتا ہوں کہ نام بردہ کبھی کوئی حرکت
 ناشایستہ نہ کرے گا اگر کرے تو میں اس کے عہدے سے جواب دہی کروں گا یا یہ کہ
 میں اس کو حاضر کروں اگر حاضر نہ کر سکوں تو اس کے عہد یکا جواب دوں گا فقط المرقوم
عاریت نامہ اگر کسی کوئی ایک چیز زمان معین کے واسطے مانگ لی جا
 اور اس کی دستاویز لکھی ہو تو اس کو عاریت نامہ کہتے ہیں اس میں خاص عاریت
 کا مضمون لکھا جاتا ہے نہیں تو حال اس کا مثل حال اقرار نامہ کے ہے اور اسی
 طرح اگر کچھ زمین گھر بنانے کے واسطے کسی قدر روپیہ بطور مامانہ یا سالانہ ادا
 کرنے یا اسکے عوض کچھ حق مقرر کرنے کی شرط پر لیجاوے تو اگر دستاویز اسکے
 خواص کی جانب سے ہے تو اس کو اقرار نامہ اور عوام کی جانب سے ہے تو عاریت
 نامہ کہتے ہیں **امانت نامہ** اگر کسی کوئی چیز اپنے پاس رکھو دستاویز
 لکھدے تو اس کو امانت کہتے ہیں دونوں کا حال ایک ہی مثال سے واضح
 ہوگا **مثال اسٹی** ہم کہ اسد یار خان رسالدارہ پاکریم اسد محمد
 ساکن ضلع آلہ آباد کے ہیں جو ہم نے ایک فرد پستول کی دو جینے کے واسطے
 شیخ محمد بخش صوبہ دار سے مستعار لی ہے اس واسطے یہ عاریت نامہ لکھ دیا یا
 یہ کہ مجھ مقرر نے قطعہ زمین چار ٹکے سالانہ کے وعدہ پر گھر بنانے کے واسطے
 شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر جو ملی بنائی اور سکونت اس میں اختیار کی اس واسطے
 یہ عاریت نامہ لکھ دیا فقط المرقوم **تملیک نامہ** اپنی ملکیت کی چیز
 جو کوئی کسی کو دیکر اس کو مالک کر دیتے ہیں اس کی دستاویز یوں لکھی جائے وہ
 تملیک نامہ ہے اور یہی طرح اگر کسی کو مسجد کا منوی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم
 قرار دیکر سند لکھے تو اس کو تولیت نامہ کہتے ہیں **مثال اسٹی**
 صرف اسی قدر کافی ہے کہ حسب طرح اوپر کی مثالوں میں لکھا گیا مقرر کا نام لکھ کر

کی طرح کا تغلب اور تصرف اسکا ثابت نہ ہوا اس واسطے فارغ خطی لکھ دی گئی اور نوکر کے واسطے جو یہ دستاویز لکھی جاتی ہے اسکو صافی نامہ بھی کہتے ہیں

راضی نامہ کوئی کسی پر نالش کرے اور پھر کی طرح رضی ہو کر جو دستاویز لکھ دے تو اسکو رضی نامہ کہتے ہیں لیکن جو اس نالش سے دست بردار ہو کر آپس آپ باز آوے تو اسکو باز نامہ کہتے **مثال اسکی** بعد لکھنے نام مقرر کے اس طرح لکھتے ہیں کہ جو ہم نے واسطے دلا پانے تین سو روپے اصل مع سود قرضہ کی مدعا علیہ پر نالش کی تھی اور مدعا علیہ نے ہمارے کچھ نقد کچھ جنس دیکر راضی کیا اس واسطے یہ رضی نامہ لکھ دیا اور کبھی اس مضمون کو سوال میں لکھ کر جو ان مقدمہ اُس پر ہوتا گذر آتے ہیں

صلح نامہ مثل رضی نامہ کے ہے لیکن دونوں میں اتنا فرق ہے کہ رضی نامہ میں ہو سکتا ہے کہ مدعی آپ سے رضی ہو گیا یا مدعا علیہ نے رضی کر لیا ہوا اور صلح نامہ جب تک دونوں ملکر صلح نہ کریں نہیں ہو سکتا **مثال اسکی** بعد لکھنے نام مقرر کے یوں لکھتے ہیں جو مقدمہ ہمارا بابت نکلا رہا ہے اور ادنیٰ نام موضع بھونی پور پر گنہ زمانہ عدالت دیوانی میں ضلع غازی پور میں دائر تھا ہم فریقین نے اس طرح صلح کر لی کہ میں رام سنگھ مدعی موضع پر دخل پاکر واصلات اور خرچہ سے دست بردار ہوں اور میں نرائن راؤ مدعا علیہ مدعی کو بلا عذر اور تکرار موضع پر قابض کرادوں اس واسطے یہ صلح نامہ لکھ دیا کہ آئندہ کو کام آوے **فیصل نامہ** ہر چند کہ حاکم جس مقدمہ کو فیصل کرے وہ بھی فیصل نامہ ہے لیکن اب جو انچ لوگ قصہ چکا کر فیصل کرتے ہیں اُسی کو فیصل نامہ ثانی کہتے ہیں اگرچہ مضمون اسکا معہ حقیقت حال مقدمہ کے طول بھی ہوتا ہے لیکن حاصل مطلب کے لکھنے کا طرز یہ ہے

مثال اسکی فیصل نامہ ثانی لکھا ہو رام دین موکل اور نندرا بن تیواری اوڈ پٹت کا لکھا پر شاہ نالٹوں کا واقعہ تاریخ پہلی اکتوبر ۱۸۷۵ء عیسوی حال یہ ہے

کہ مقدمہ اور جاگہ مدعی اور بھیج میں مدعا علیہ کا بابت تکرار حتمی منافع مالگذا رسی کے عدالت میں درپیش تھا اور طرفین نے اقرار نامہ ثالثی کا حکم حاکم عدالت کے سامنے لکھ کر ہم لوگوں کو ثالث مقرر کیا آج ہم لوگوں نے ایک جگہ جلسہ کر کے مقدمہ کے سب کاغذات اور طرفین کی دستاویزات دیکھی ہماری تجویز میں مدعی کے دستاویزات کہ اسپر خود مدعا علیہ کے حقیقی بھائی کی دستخط ہے اور گائون کا پہواری بھی اسکی تصدیق کرتا ہے صحیح اور دعویٰ اسکا سچا معلوم ہوا اور مدعا علیہ نے سوائے دو چار چٹھیوں کے کہ اسپر مدعی کی دستخط نہیں نہ خط اسکا ان چٹھیوں کے خط سے ملتا ہے اور کوئی دستاویز یا دلیل کہ اُس کے رُوسے بیان اسکا درست معلوم ہو پیش نہیں کیا اس صورت میں ہم ثالثوں کے اتفاق سے یہ تجویز قرار پائی کہ مدعی کا دعویٰ بابت منافع مالگذا رسی کی مدعا علیہ پر واجب ہے اس واسطے یہ فیصلہ نامہ موافق حکم حضور کے لکھا ارسال کیا جاتا ہے آئندہ حضور کی رائے ہو فقط واضح ہو کہ کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے عدالت سے ثالثوں کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنے قضیہ کو تصفیہ کی واسطے ثالثوں پر سپرد کرتے ہیں تو اسے فیصلہ نامہ میں کسی حاکم کے حضور میں فیصلہ بھیجنے کا ذکر نہیں ہوتا ہے فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اس طرح حکم دے کہ بعد میرے اس کام کو یوں کیجیو یا اس مال کو یوں دیجیو تو اسکو وصیت کہتے ہیں اور جو اسکا کاغذ لکھا جائے تو اسکو وصیت نامہ کہتے ہیں

مثال اولیٰ

جو ظاہر ہے کہ حیات مستعار کو کچھ اعتبار نہیں ہے اور ہر عاقل کو دو دینی اور عاقبت اندیشی سے بچنگی ان مطالب کی جسکا سرانجام پذیر ہونا بعد اپنی فوت کے دنیا و آخرت کی مصالح کے لئے منظور ہو اسی حال میں واجبات سے ہے جنگ زبان اور قلم اس کے اختیار میں ہے اس واسطے بندہ ضعیف علی محمد خان ولد فرزند علیخان ساکن محلہ

کثرہ ارادت خان من محلات شہر فیروز آباد اپنے ہوش اور حواس میں رضا اور رغبت سے بدون زور و زبرد دستی کرنے کی شخص کے بہہ وصیت کرتا ہی کہ منجملہ یہات معافی اور مالگذاری مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طولی اراضی معافی واقع سواد موضع فرخ نگر متعلقہ پر گنہ رسول آباد جمع ایک سو کوڑ روپے سالانہ کو دینے واسطے اخراجات ضروری مسجد واقع محلہ ارادت خان کی جو تعمیر کی ہوئی رقم کی ہے اور جس کے اخراجات کی کفالت میری زندگی تک مجھ سے تعلق رکھتی ہے مقرر کیا بعد میرے محاصل اراضی مذکور کا شیخ قادر بخش کے اہتمام سے جو میری جانب سے متولی مسجد مذکور کے مقرر ہیں اور میرے معتدلیہ ہیں مسجد مذکور کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اس میں میرے وارثوں کو کسی طرح کے تعرض کا اختیار نہیں ہے میرے وارثوں کو لازم ہوگا کہ محاصل چٹ کو اوپر وقت معین کے وصول کر کے متولی مذکور یا بعد اسکے جو متولی کہ بہ رضا مندی میرے ورثا کے مقرر ہوگا پہنچا دیا کریں اور اگر اسباب میں ان کی جانب سے کچھ اغماض اور انحراف ہو تو متولی یا نازیون کی نالاش پر حاکم وقت کی طرف سے اعانت حاکمانہ اس میں لازم ہوگی اور اس صورت میں متولی کی تقریر میں اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورت حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کے دس روپے مشاہرہ حق متولی کا ہوگا اور باقی ضروریات مسجد کی صرف میں آئیگا اس واسطے بہہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ کے لکھے گئے اور نقل اسکی بھی جبرٹی میں داخل کرا کے حوالے متولی حال مسجد کے کئی گئی کہ عند الحاجة کام آوے المرقوم تقسیم نامہ اگر و یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لیں اور کاغذ لکھا جائے تو اسکو تقسیم نامہ اور منت نامہ کہتے ہیں مثال اسکی ہم حکم

سید لداحسین اور سید مظفر حسین دونوں بیٹے سید اشرف حسین زینداران
 اور ساکنان موضع اشرف نگر پر گنہ سکنہ اضلع مظفر نگر کے ہیں جو موضع ریوتی
 اور گھردوہر پور اور اشرف نگر اور شیر پورہ واقع پر گنہ مذکور معہ مکانات
 اور باغات وغیرہ جو ان موضع میں واقع ہیں ملکیت موروثی ہم دونوں سے
 بھائیوں کی ہے اور اب صحت وقت دیکھ کر آپسی رضامندی سے یہ مقام
 قرار پائی کہ یہاں مذکورہ معہ مکانات اور باغات کے نصف نصف آپس میں
 ہو جائیں اور آئندہ کو کوئی خرخشہ اور نزاع باقی نہ رہے اس واسطے کل جائداد
 مذکورہ بعد مساوی کر کے اسکی مالیت کے اوپر دو تفریق کی اس طرح پر تقسیم
 کی گئی کہ کل موضع ریوتی اور شیر پورہ معہ مکان اور باغ وغیرہ جو اس میں واقع ہے
 اور نصف موضع اشرف نگر جو شمل اوپر دو ٹھوک ہے اور حد فاصل ان دونوں
 ٹھوک میں باقی سرکاری واقع ہے ٹھوک پورب مجھ لداحسین کے حصہ میں اور
 موضع گھردوہر پور معہ مکان اور باغ وغیرہ جو اس میں واقع ہے اور ٹھوک بچھم
 موضع اشرف نگر مجھ مظفر حسین کے حصہ میں درآئی اور جو علی مکونہ قدم واقع
 اشرف نگر جو ٹھوک بچھم میں واقع ہے بلا تعرض مجھ لداحسین کی کہ میں نے سکونت
 اپنی موضع ریوتی میں اختیار کی مجھ مظفر حسین کے قبضہ میں رہی اور مطابق اس
 تقسیم کے کلکٹری میں سوال یکے نام ہر ایک کا ہم میں سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کے
 جداگانہ خانہ ملکیت میں داخل کر دیا جائے اور بالگذاری موضع اشرف نگر کی
 سرکار میں ایک جائے ادائیگی اور ایک ایک فرد اس تقسیم نامہ کی جواد پر دو ٹھوک
 جداگانہ کے مرتب ہو کر ہم دونوں کے پاس رہینگے اور ہم میں سے کسی کو یا ہمارے
 وارثوں کو خلاف شرائط مندرجہ اس تقسیم نامہ کے اختیار تعرض کا ہرگز نہ ہوگا
 اس واسطے یہہ چند کلمہ بطریق تقسیم نامہ کے لکھائے کہ حاجت کے وقت کام آوے

المرقوم سنہ فلان واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونہ میں صرف طرز تحریر دستاویزات ضروری کا ظاہر کیا گیا ہے لیکن شرائط ہر قسم دستاویزات کی اور بیان ان ذاع مطالب کا اس میں موقوف اور صورت معاملات خاص کے ہے اور حصر اس کا ممکن نہیں ہے مبتدیوں کی تعلیم کی واسطے اس قدر دستاویزات کافی ہے کہ ان مثالوں کو دیکھ کر ہر قسم کی دستاویز میں ہر طرح کا مطلب لکھ کی سنا ہے پچھری کے کام کر نیوالوں کو ان دستاویزوں کی تحریر سے واقفیت پہونا بہت ضروری اور نہ ہی واضح ہو کہ ان دستاویزوں کی مثالوں نے یہ بات ہرگز نہ سمجھے جائے کہ کتاب جو نواب علی القاب دام اقبالہ کے ارشاد کے موافق لکھی گئی تو یہ دستاویزات بطور دستور العمل کے ہونگے یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب کے نہ ہوگی تو صحیح تصویب ہوگی سو اب انہیں ہی بلکہ یہ مثالیں صرف واسطے دریافت کرنے طرز تحریر اراد کے لکھ دی گئیں

خاتمہ

اس فقیر خاکسار نے جو ایک دوست بیک رنگ و یکساں سراپا لطف و صفا گنجینہ فضل و کمال آئینہ حسن و جمال صاحب علم و ہنر جو ہر فخر ہر فرد بشر سرآمد منشیان جاوید نگار سخیل سخنوران شیریں گفتار مخزن لیاقت و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت دبیر منظر مشیر صاحب تدبیر کریم ابن کرم محمد محبوب شہیدائیم شیرازہ کتاب رموز معانی گلستانہ بہار سخن و سخندانان بے عیب بے ریا و بے لوث و پاک دل و صاف طبیعت جناب شمس غلام غوث صاحب زاد اللہ العظیم کی توسط سے حاکم جلیل القدر قدرا فرمائے اہل ہنر و خرد ناپیدا کنار شوکت و شان ابرو ہر بار بہت و احسان جو ہر مراد آئینہ مقصود و واسطہ پیوند و اتحاد عدل و جود صاحب سیف و قلم عزت چتر و علم بحر کرم ابرہم آفتاب چشم ہایون شیم

فیاض عالم وزیر اعظم دستور کرم عالی مرتبت والا منزلت ارسطو فطرت سکند
صولت فریدون حشمت افلاطون حکمت جم جاہ خورشید کلاہ رعیت پناہ کیون
بارگاہ جناب **نواب مستطاب ہنر بل جس طامس صاحب لغت گورنر بہادر**
دام اقبالہ کی فرمائش اپنے ذمے لی تھی سو اسکا انجام بخوبی ہو گیا اور حق تعالیٰ نے
ہلکوا اور ہمارے دوست کو سرخرو فرمایا ہر چند کہ یہ نذر مختصر اس سرکار والا
اقتدار میں جیسے سلیمان کے تخت کے سامنے ایک چیونٹی کا پر اور دریا کے مقابلہ
میں ایک قطرہ سے بھی کمتر ہی آفتاب کے روبرو مثل جلانا ذرے کو چمکانا اور
مہتاب کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکھانا اور ختن میں مشک نافہ لیجانا اور
بہشت میں ایک پھول کی پنکھڑی کا پہنچانا ہی لیکن اس لحاظ سے کہ سلیمان
نے چیونٹی کی دعوت قبول فرمائی اور دریائے قطرے کی آبرو بڑائی آفتاب
ذرے کو محروم نہیں چھوڑا۔۔۔ ماہ کتان سے منہ نہیں موڑتا ختن سے مشک
کی ناموری اور بہشت سے پھول کی جلوہ گری ہی امیدوار ہوں کہ یہ نذر
قبول اور کتاب کا ہدیہ مقبول ہو چارون باب اسکے اگر نظر عنایت سے
دیکھے جائینگے تو مضامین اسکے ہر شمش جہت میں خوشی کی نوبت بجائینگے چارون
طرف اسکے دھوم ہو جائیگی اور قبولیت کی شہرت میری عزت کا رتبہ بڑھائیگی
اگرچہ چار باب کی یہ ایک کتاب ہی لیکن حقیقت میں ہر باب علیحدہ ایک
کتاب ہی یعنی چارون باب میں سے جس باب کی تعلیم منظور ہو تو اسی کتاب
کا ایک باب اور سب باتوں کا سکھانا منظور ہو تو ساری کتاب پڑھا دی
جائے اور بڑے خزاور نازش کا مقام یہ ہے کہ نواب مستطاب معالی القاب
دام اقبالہ کی حضور فیض گنجور سے جو یہ کتاب واسطے دریافت کرنے صحت
اور سقیم اور حسن و قبح کے حاکم عالی خصال قدردان اہل کمال معدن اخلاق و

مروت مخزن اشفاق و قوت آسمان شان جلال و برتری کوہ شکوہ عدالت و
سروری آبروے ابرہمت و سنا آئینہ آئین صفوت و صفا گوہ درج جود و
بخشش اختر برج دانش و بفتیش والا گوہر بلند اختر صاحب جوہر و ہنر پرور
جناب ولیم پیور صاحب بہادر اسکویہ دام دولہ کے پاس آئی تو حاکم مدوح نے
قدردانی کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو نظر عنایت سے ملاحظہ فرمایا
اور محنت کی داد دیکر تحسین اور آفرین سے مصنف کا رتبہ بڑھایا خدا ایسے
حاکم منصف اور قدردان کو سلامت رکھے کہ اہل جوہر کی عزت بڑھاتے ہیں اور
شرفاکی پرورش فرماتے ہیں بس اب کتاب کا خاتمہ عاے خیر پر ختم کرتا ہوں اللہ حبیبک
آفتاب کے ہاتھ میں چتر اور علم آسمان میں خم ہی مدوح عالی جاہ کے اقبال کا خیمہ
بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستان دولت نشان پر خم رہے

تمت بالخیر قطعہ تاریخ			
دیکھا نہیں جانیں کوئی غبارِ حیران	عقب میں ہو دیکھ یہ قولِ شینا	شب بیدار حیدر سے نزدیک رانا	دینا لگو کو عیش کی ملیں نیند
خرم میں چمک نہالہ و باغِ بین	ہم زمین چار پریشان بید	تور کے ہر کھیل کو گلچین باغ	باغِ جهان کو دیکھئے بعدِ عید
کرکس باغِ جلی صفت نہیں	دکھلا کر سامع کہن و جدید	وہ فخر مولوی جہاں شاعران	موسوم جو غلامِ امام شہید
سالک بک طبع کی تاریخ و لیکن	سن ہر غیبی ہر گز سے	ختم جب کا سکے تو قابلِ بویج	انتہا بہارِ بخیر ان جاوید

۱۲۸۰

۱۱۶۲۹

۱۱۶۲۹

۱۱۶۲۹

الحمد للہ والمنہ کریمہ کتاب انتہا بہارِ بخیر ان جاوید صاحب قاضی فتح محمد جناب قاضی عبدالکیم صاحب کین
شہر علیہ نے بھرتی تمام وقت ملاکام زبدۃ العلماء والفضلا جناب مولوی نور محمد صاحب جناب مولوی
محمد احسان آہی صاحب کے ۱۲۵۰ محرم الحرام سن۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۵ ماہ نومبر سن۱۲۸۵ ہجری
بجای علی کو مطبع فتح الیوم میں زیور کھج آراستہ کیا کتبہ شیخ عبدالقادر فابن مرحوم شیخ الدین

فہرست کتب مطبوعہ بمبئی موجودہ بدگان مہتمان نسخہ ہذا

کتب درسیہ اردو	ایضاً حصہ سوم	بہار دانش منظوم
تذکرۃ العلوم عربی جلد اول مسہ	ایضاً حصہ چہارم	باغ و بہار یعنی قصہ بہار درویش
ترجمہ اردو برائے تعلیم زبان عربی	تعلیم نامہ جلد دوم صرف و نحو و نحوہ خطوط	چہار درویش خوشخط
ایضاً جلد دوم صرف و نحو و حکایات عربی	تشیخ الحروف	آرایش محفل یعنی قصہ حاتم مجلد
انشاء و خرد افزوز	حقائق الموجودات	ایضاً قلم حل و جلد بارہ
گلستان اردو مجلد	کتب لغات اردو	طوطا کہانی مجلد
صرف اردو برائے تعلیم اطفال	کریم اللغات مع مختصر اللغات مجلد	اخلاق ہندی مجلد
تعلیم نامہ جلد اول	تیسیر القرآن لتخريج اللغات القرآن	مجموعہ اقصیٰ بنیل و پنج بیقلان دین
جامع الحکایات	سین الالفاظ	بی بی و بانڈی وغیرہ
انشاء بہا بہار	کتب القصص و تواریخ اردو	مجموعہ بارہ قصہ مجلد
تضمین کریم	قصص الانبیاء اردو مجلد	قصہ شاہ روم
مصدر فیوض	تاریخ الادب لیا جلد اول مجلد	تاریخ روم و شام
صفوۃ المصلاہ	ایضاً جلد دوم مجلد	داستان امیر حمزہ چہار جلد مجلد
قواعد اردو حصہ اول	مجموعہ قصہ ابو حمزہ گرامر غاتون	ایضاً خط جلی و کاغذ کندہ مجلد
قواعد اردو حصہ دوم	قصہ حضرت اسمیل و حضرت سلیمان	قصہ گل باصنوبر چہ کرد
ایضاً حصہ سوم	الف لیل اردو چہار جلد چپکے پنڈ مجلد	قصہ شیرین و فراد
ایضاً حصہ چہارم	نورتن اردو مجلد	مجموعہ ہفت وثنوی ہائی میر تقی دریا
سبادی الحساب حصہ اول	فسانہ عجائب مجلد	عشق اتحباب عشق وغیرہ
ایضاً حصہ دوم	مجموعہ زلیخا و بکاؤلی وثنوی میر حسن	ثنوی گلزار نسیم بسنی بکاؤلی

